تنظیم اسلامی کا ترجمان

35

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

10 تا 16 محرم الحرام 1441ھ / 10 تا 16 ستمبر 2019ء

دعوت اور طریق دعوت

ہر قوم اور ہر ملت کا ایک مزاج ہوتا ہے، جب تک پیش نظر اصلاح وتجدید کا کام قوم وملت کے مزاج کے مطابق نہ ہوگا، اس کو کامیابی وسربلندی حاصل نہ ہوگی۔ امت محمدیہؐ کے مزاج کے مطابق یہ ضروری ہے کہ داعی اور دعوت اور طریقِ دعوت تینوں چیزیں ٹھیک ٹھیک طریق نبوت اور اسوۂ نبوت کے مطابق ہوں۔ داعی خود بھی قلباً اور قالباً داعی اول محمد رسول اللہ ﷺ سے نسبت رکھتا ہو، جس حد تک یہ نسبت قوی ہوگی، دعوت میں تاثیر اور کشش پیدا ہوگی، پھر ضرور ہے کہ دعوت وہی ہو، یعنی خالص اسلام اور ایمان وعمل صالح کی دعوت ہو، پھر دعوت کا طریق بھی وہی اختیار کیا جائے جو داعی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اختیار فرمایا تھا جس حد تک ان تینوں اُمور میں عہد رسالت ونبوت کے ساتھ قرب ومناسبت جتنی زیادہ ہوگی، اتنی ہی زیادہ دعوت کی قوت میں تاثیر اور دعوت کے دائرہ میں وسعت پیدا ہوگی، اور راہ کی ضلالت سے حفاظت اور صراط مستقیم کی طرف رہبری میں اضافہ ہوگا،

الغرض ضرورت یہ ہے کہ داعی اپنے علم وعمل، فکر ونظر طریق دعوت اور ذوق وحال میں انبیاء علیہم السلام اور خصوصاً محمد رسول اللہ ﷺ سے ایک خاص مناسبت رکھتا ہو۔ صحت ایمان اور ظاہری عمل صالح کے ساتھ اس کے باطنی اعمال بھی منہاج نبوت پر ہوں۔ محبت الٰہی، خشیت الٰہی، اخلاق للہ، تعلق مع اللہ کی کیفیت ہو، اخلاق وعادات وشمائل میں اتباع سنن نبوی ﷺ کی کیفیت ہو، حب للہ، رافت ورحمت بالمسلمین اور شفقت علی الخلق اس کی دعوت کا محرک ہو اور انبیاء علیہم السلام کے بار بار دہرائے ہوئے اصول کے مطابق سوائے اجر الٰہی کی طلب کے کوئی مقصود نہ ہو۔ ان اجری الا علی اللّٰہ اور اس کی طلب کی ایسی دھن ہو کہ جاہ ومنصب، مال ودولت، عزت وشہرت اور نام ونمود اور ذاتی آرام وآسائش کا کوئی خیال راہ میں مانع نہ ہو، اس کا بیٹھنا، اٹھنا، بولنا چالنا غرض اس کی زندگی کی ہر جنبش وحرکت اسی سمت میں سمٹ کر رہ جائے۔ ﴿اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o﴾ (الانعام:162)

دینی دعوت

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

اس شمارے میں

مقبوضہ کشمیر کے حالات، تنظیم اسلامی کا موقف اور حکومت کو مشورہ

عبادتِ رب

کشمیریوں کی نسل کشی کا بھارتی پلان

دعوتِ دین کی محنت

سانحۂ کربلا

کشمیر کیسے آزاد ہوگا؟

نیک لوگوں کا حال

سُورۃُ الحَجّ — بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — آیات: 35، 36

الَّذِیۡنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتۡ قُلُوۡبُہُمۡ وَالصّٰبِرِیۡنَ عَلٰی مَاۤ اَصَابَہُمۡ وَالۡمُقِیۡمِی الصَّلٰوۃِ ۙ وَمِمَّا رَزَقۡنٰہُمۡ
یُنۡفِقُوۡنَ ۝ وَالۡبُدۡنَ جَعَلۡنٰہَا لَکُمۡ مِّنۡ شَعَآئِرِ اللّٰہِ لَکُمۡ فِیۡہَا خَیۡرٌ ٭ۖ فَاذۡکُرُوا اسۡمَ اللّٰہِ عَلَیۡہَا صَوَآفَّ ۚ
فَاِذَا وَجَبَتۡ جُنُوۡبُہَا فَکُلُوۡا مِنۡہَا وَاَطۡعِمُوا الۡقَانِعَ وَالۡمُعۡتَرَّ ؕ کَذٰلِکَ سَخَّرۡنٰہَا لَکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَشۡکُرُوۡنَ ۝

آیت ۳۵ ﴿الَّذِیۡنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتۡ قُلُوۡبُہُمۡ﴾ ”وہ لوگ کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل لرز اٹھتے ہیں“

یعنی تواضع اختیار کرنے والے لوگوں کی یہ نشانی ہے کہ جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر ہوتا ہے تو ان کے دل خوف سے کانپ اٹھتے ہیں۔

﴿وَالصّٰبِرِیۡنَ عَلٰی مَاۤ اَصَابَہُمۡ وَالۡمُقِیۡمِی الصَّلٰوۃِ ۙ وَمِمَّا رَزَقۡنٰہُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ ﴿۳۵﴾﴾ ”اور ان کو جو بھی تکلیف پہنچے اس پر صبر کرنے والے اور نماز قائم کرنے والے ہیں‘ اور جو کچھ ہم نے اُن کو دیا ہے اُس میں سے وہ خرچ کرتے ہیں۔“

آیت ۳۶ ﴿وَالۡبُدۡنَ جَعَلۡنٰہَا لَکُمۡ مِّنۡ شَعَآئِرِ اللّٰہِ﴾ ”اور قربانی کے اونٹوں کو ہم نے تمہارے لیے شعائر اللہ میں سے بنایا ہے“

﴿لَکُمۡ فِیۡہَا خَیۡرٌ ٭ۖ﴾ ”تمہارے لیے ان میں بھلائی ہے“

کہ ان کا گوشت تم خود بھی کھاتے ہو اور غرباء کو بھی کھلاتے ہو۔

﴿فَاذۡکُرُوا اسۡمَ اللّٰہِ عَلَیۡہَا صَوَآفَّ ۚ﴾ ”تو تم ان پر اللہ کا نام لو انہیں صفوں میں کھڑا کر کے۔“

یہ اونٹوں کی قربانی کا طریقہ بتایا گیا ہے کہ انہیں قبلہ رو صف بستہ کھڑے کر کے نحر کرو۔ چونکہ اونٹ کو گرا کر ذبح کرنا بہت مشکل ہے‘ اس لیے کھڑے کھڑے ہی اس کی گردن میں برچھا مارا جاتا ہے۔

﴿فَاِذَا وَجَبَتۡ جُنُوۡبُہَا﴾ ”تو جب ان کے پہلو زمین پر ٹک جائیں“

جب خون بہنے سے اونٹ کمزور ہو جاتا ہے تو پھر وہ ایک طرف کو اپنی کروٹ کے بل زمین پر گر پڑتا ہے۔

﴿فَکُلُوۡا مِنۡہَا وَاَطۡعِمُوا الۡقَانِعَ وَالۡمُعۡتَرَّ ؕ﴾ ”تو اب اس میں سے خود بھی کھاؤ اور قناعت سے بیٹھ رہنے والے اور سوال کرنے والے کو بھی کھلاؤ!“

ایسے مواقع پر ان سفید پوش ناداروں کو بھی مت بھولو جو اپنی خودداری اور قناعت کے سبب کسی کے آگے دست سوال دراز نہیں کرتے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان محتاجوں کو بھی کھلاؤ جو اپنی محرومی کے ہاتھوں بے قرار ہو کر مانگنے کے لیے آپ کے پاس آ گئے ہیں۔

﴿کَذٰلِکَ سَخَّرۡنٰہَا لَکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَشۡکُرُوۡنَ ﴿۳۶﴾﴾ ”اسی طرح ہم نے ان کو تمہارے لیے مسخر کر دیا ہے تاکہ تم شکر ادا کرو۔“

اونٹ اتنا بڑا جانور ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اسے تمہارے لیے اس انداز سے مسخر کر دیا ہے کہ تم اسے برچھا مار کر نحر کر لیتے ہو اور پھر اس کا گوشت کھاتے ہو۔ اس کے لیے تم پر لازم ہے کہ تم اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کیا کرو۔

فرمان نبویؐ

ضبط نفس

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّھَوَاتِ وَحُجِبَتِ الۡجَنَّۃُ بِالۡمَکَارِہِ)) (صحیح بخاری)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”دوزخ شہوتوں سے ڈھانپی گئی ہے (کہ جو شخص شہوتوں میں پڑ جائے گا وہ دوزخ میں جا پہنچے گا) اور جنت مشقتوں میں چھپی ہوئی ہے (کہ مشقتوں سے گزر کر ہی جنت میں پہنچا جا سکتا ہے۔)“

تشریح: ”ضبط نفس“ کا مفہوم یہ ہے کہ ہر بری خواہش اور ارادے سے، ہر غلط فعل و عمل سے، طیش اور غصے کے وقت، غم اور دکھ کی حالت میں زبان اور ہاتھ کو، جذبات اور خیالات کو پوری طرح قابو میں رکھنا اور شرعی حدود و قیود سے کسی صورت باہر نہ ہونا۔ یہ صفت شرفِ انسانیت کی دلیل اور دنیا و آخرت میں کامیابی کی کلید ہے۔

ہفت روزہ | لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

10 تا 16 محرم 1441ھ — جلد 28
10 تا 16 ستمبر 2019ء — شمارہ 35

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 79-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 15 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 600 روپے
بیرونِ پاکستان
انڈیا ---------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اداریہ
حافظ عاکف سعید

مقبوضہ کشمیر کے موجودہ حالات کے حوالے سے تنظیمِ اسلامی کا موقف اور حکومت کو مشورہ

﴿وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۚ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ۝﴾

ترجمہ: ''اور تم کو کیا ہوا ہے کہ اللہ کی راہ میں اور ان بے بس مردوں اور عورتوں اور بچوں کی خاطر نہیں لڑتے جو دعائیں کیا کرتے ہیں کہ اے پروردِگار ہم کو اس شہر سے جس کے رہنے والے ظالم ہیں نکال کر کہیں اور لے جا۔ اور اپنی طرف سے کسی کو ہمارا حامی بنا اور اپنی ہی طرف سے کسی کو ہمارا مددگار مقرر فرما۔ جو مومن ہیں وہ تو اللہ کے لیے لڑتے ہیں اور جو کافر ہیں وہ بتوں کے لیے لڑتے ہیں سو تم شیطان کے مددگاروں سے لڑو (اور ڈرو مت) کیونکہ شیطان کا داؤ بودا ہوتا ہے۔''

حضراتِ محترم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

کشمیر میں لڑی جانے والی آزادی کی جنگ اب کشمیر تک محدود نہیں رہ سکتی۔ بھارت کشمیریوں کی جدوجہدِ آزادی کو دبانے اور ختم کرنے کے لیے جو حربے اختیار کر رہا ہے اس سے یقینی طور پر پاکستان کی بقا اور سلامتی کو بھی خطرات لاحق ہو گئے ہیں۔ مودی نے اپنے اقدام کے ذریعے سے خطے میں پاکستان کے خلاف طبل جنگ بجا دیا ہے۔ یہ جنگ ہمیں ہر صورت جیتنی ہے، وگرنہ یاد رکھیے! اکھنڈ بھارت کے قیام کی بھارتی خواہش کے مقابلے میں ہماری مزاحمت دن بدن کمزور ہوتی چلی جائے گی۔ بحیثیت مسلمان ہمیں یہ بات بھولنی نہیں چاہیے کہ اس جنگ میں ہم صرف اِسی صورت میں سرخرو ہو سکتے ہیں جب اللہ کی مدد، نصرت اور تائید ہمیں حاصل ہوگی۔ قرآن میں دوٹوک فیصلہ سنا دیا گیا کہ ﴿وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ﴾۔ اللہ کی مدد کے بغیر ہم صفر ہیں۔

یاد رکھیے! اللہ نے مسلمانوں کی مدد کا وعدہ ضرور کیا ہے لیکن یہ وعدہ مشروط ہے۔ سورہ محمدؐ میں فرمایا: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۝﴾ ''اے اہلِ ایمان! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور وہ تمہارے قدموں کو جما دے گا۔'' (آیت: 7) لہٰذا ہمارا اصل بھروسا اللہ پر ہونا چاہیے اور اللہ کی مدد کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ ہم سب سے پہلے اپنی ذات پر، اپنے گھروں میں اور پھر اپنے ملک میں اسلام کے نفاذ کی جدوجہد کریں۔

اللہ کی مدد تب آئے گی جب ہم اللہ کے دین کے مددگار بن جائیں گے اور اس کے نتیجے میں اللہ ہمارے قدموں کو جما دے گا۔ اصل فیصلہ کن معاملہ تو یہی ہے، تاہم اسبابی سطح پر ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ

سفارتی محاذ پر بھی یقیناً کوشش ہونی چاہیے۔ ہم اِن اقدامات کی تائید کرتے ہیں جو اِس حوالے سے حکومت کی طرف سے اُٹھائے گئے ہیں۔ ہمیں تمام عالمی طاقتوں کو بھی مسئلہ کشمیر کے حوالے سے اعتماد میں لینے کی کوشش کرنی چاہیے، لیکن ہمیں یہ بھی فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ اِن عالمی قوتوں اور اُن کے بنائے ہوئے عالمی اداروں نے ہمیشہ اسلام دشمن رویہ اختیار کیا ہے۔ زیادہ پرانی بات نہیں ہے، مشرقی تیمور کو اقوامِ متحدہ نے چند دنوں میں انڈونیشیا سے الگ کر کے وہاں ایک عیسائی ریاست قائم کر دی لیکن کشمیر کے حوالے سے اُسی اقوامِ متحدہ کی سلامتی کونسل کی قرارداد گزشتہ ایک دو سال سے نہیں، ستر سال سے سردخانے میں پڑی ہے اور کوئی اسے پوچھنے والا نہیں ہے۔

حضراتِ محترم!

ہم حکومت کی جانب سے ہر جمعہ کو آدھ گھنٹے کے لیے ملکی سطح پر احتجاج کی تائید کرتے ہیں لیکن یہ ناکافی ہے۔ ہمارے کشمیری بھائی تو پاکستان کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ وہ پاکستانی پرچم لہراتے ہیں تو گولیاں کھاتے ہیں اور گولیاں کھاتے ہیں تو پاکستانی پرچموں میں دفنائے جاتے ہیں۔ لیکن پاکستانی قوم کو ان کے لیے بڑھ چڑھ کر جو کچھ کرنا چاہیے اس کا تقاضا محض جمعہ کے جمعہ آدھ گھنٹہ کھڑا ہونے سے ہرگز پورا نہیں کیا جاسکے گا، بلکہ ہونا یہ چاہیے کہ نہ صرف پاکستان میں بلکہ دنیا بھر میں جہاں جہاں بھی پاکستانی موجود ہیں وہ ہر جگہ مظاہرے کریں اور اقوامِ عالم کی توجہ مقبوضہ کشمیر اور اس کے مظلوم مسلمانوں کی جانب مبذول کرنے کے لیے ہر ممکن جدوجہد کریں۔ یاد رکھیے! ہمیں اقوامِ عالم سے کوئی توقع نہیں ہے لیکن اتمامِ حجت کے لیے یہ قدم اُٹھانا ضروری ہے۔

حکومت کو ہمارا مشورہ ہے کہ وہ مقبوضہ وادی اور لائن آف کنٹرول پر بھارتی جارحیت کو جواز بنا کر ملک میں حالتِ جنگ ڈکلیئر کر دے۔ بھارت کے ساتھ تمام سفارتی تعلقات، تجارتی معاہدات اور تجارتی روابط بھی ختم کرنے کا اعلان کرے۔ شملہ معاہدہ اور اس جیسے تمام سیاسی سفارتی معاہدات بھارت کے منہ پر دے ماریں۔ اپنی فضائی حدود اور زمینی راہداری کو بھارت کے لیے مکمل طور پر بند کر دیا جائے۔ پاکستانی افواج جنگ کی تیاری کریں، فوج ہی نہیں تمام لازمی سروسز کی چھٹیاں منسوخ کی جائیں۔ مزید براں کرنے کا ایک اہم کام یہ بھی ہے کہ پاکستان کے ہر شہری کو فوجی تربیت دینے کا سلسلہ شروع کیا جائے۔ شاید یہ بات آپ کو معلوم نہ ہو کہ مسلمانوں کے بدترین دشمن اسرائیل نے اپنے ہر شہری پر نہ صرف فوجی تربیت لازم کی ہوئی ہے بلکہ اُسے یہ بھی بتا رکھا ہے کہ جنگ ہونے کی صورت میں اُس کی جنگی ڈیوٹی کیا ہوگی اور کہاں ہوگی۔ لہٰذا موجودہ حالات میں حکومت کا فرض بنتا ہے کہ وہ نہ صرف شہری دفاع کو فعال بنائے بلکہ اس کی باقاعدہ مشقیں شروع کی جائیں۔ عوام الناس سے رضا کار طلب کیے جائیں اور انھیں مختلف نوع کی دفاعی اور جنگی تیاریاں کرائی جائیں۔ مزید برآں دنیا بھر میں کشمیر پر بھارت کے غاصبانہ قبضہ کے خلاف بھرپور اور جارحانہ سفارتی مہم چلائی جائے۔

حضراتِ محترم!

شاید آپ کو معلوم نہ ہو کہ بھارت ماضی قریب میں پاکستان کو دہشت گرد ملک قرار دلانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا چکا ہے۔ اب ہمارے لیے یہ سنہری موقع ہے کہ ہم مقبوضہ کشمیر میں ہونے والے بھارتی فوج کے ظلم وستم کو دنیا پر آشکار کر کے ایک زبردست مہم چلائیں کہ بھارت کو دہشت گرد ملک قرار دیا جائے۔ اس لیے کہ اِس وقت مقبوضہ کشمیر میں ہر قسم کے ظلم وستم کے ساتھ ساتھ مسلسل کرفیو لگا کر بھارت ایسی ریاستی دہشت گردی کا مظاہرہ کر رہا ہے جس کی جدید دنیا میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ دنیا کے ممالک پر دباؤ ڈالا جائے کہ وہ بھارت کو اپنا یہ اقدام واپس لینے پر مجبور کریں۔ اقوامِ متحدہ کے طے شدہ فیصلوں کے مطابق معاملات حل کیے جائیں۔ یہ دباؤ اِس درجہ بڑھایا جائے کہ اقدامات واپس نہ ہونے کی صورت میں دنیا پر یہ واضح ہو جائے کہ بار بار کی وارننگ کے باوجود بھارت ٹس سے مس نہیں ہوا اور ہمارے کشمیری بھائی بدستور بدترین ظلم وستم کا شکار ہیں لہٰذا اب ہم مظلوم کشمیریوں کی مدد کے حوالے سے خود کو اخلاقی اور سفارتی حد تک محدود نہیں رکھیں گے۔ اب ہمارے پاس اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں ہوگا کہ ہم کشمیریوں کی عملی اور صاف تر الفاظ میں عسکری مدد بھی کھل کر کریں۔

آخر میں معاشرے کے تمام طبقات اور خاص طور پر اربابِ حکومت کو آگاہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ آزادی کشمیر کے لیے ہی نہیں، پاکستان کی بقا اور سلامتی کے لیے بھی ہمیں ہر صورت اللہ، اور اس کے رسول ﷺ کی وفاداری کو اپنا شعار بنانا پڑے گا وگرنہ ہماری تمام جدوجہد دھری کی دھری رہ جائے گی۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہم اللہ کے دین سے سرکشیوں اور بغاوتوں سے باز آجائیں، اللہ کے دین کے دشمنوں کے ساتھ ہر اس معاہدے کو ختم کر دیں جو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہو۔ اپنے سابقہ گناہوں کی معافی مانگیں اور آئندہ کے لیے اللہ کے دین سے وفاداری کا عہد کرتے ہوئے پاکستان میں اسلام کے نفاذ اور غلبہ کے لیے عملی جدوجہد میں حصہ لے کر یہ بھی ثابت کریں کہ ہم واقعی اللہ کے دین کے وفادار ہیں۔ تب اللہ کی مدد اور نصرت یقینی طور پر ہمیں حاصل ہوگی، جس کے نتیجے میں مقبوضہ کشمیر بھی آزاد ہوگا اور ہمارے دوسرے تمام مسائل بھی حل ہوں گے۔ ان شاء اللہ!

عبادتِ رب

(قرآن وسنت کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی لاہور میں تنظیم اسلامی کے سینئر راہنما محترم چودھری رحمت اللہ بٹر کے 30 اگست 2019ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

محترم قارئین! تنظیم اسلامی کی ''دعوت فکر اسلامی'' مہم کے سلسلے میں آج ہمارا موضوع ہے: عبادت رب! انسان کے اندر دونوں عالم جمع ہیں۔ یعنی عالم امر اور عالم خلق۔ یہ اللہ کی سب سے پہلی تخلیق بھی ہے اور آخری بھی۔ اللہ تعالیٰ نے ارواح انسانی کو کن سے پیدا کیا ہے۔ جتنے بھی انسان آنے والے تھے ان سب کی روحوں کو بیک وقت پیدا فرمایا اور ان سب کو اللہ تعالیٰ نے اپنے سامنے پیش کر کے پوچھا تھا:

''اور یاد کرو جب نکالا آپؐ کے رب نے تمام بنی آدم کی پیٹھوں سے ان کی نسل کو اور ان کو گواہ بنایا خود ان کے اوپر۔ (اور سوال کیا) کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں! ہم اس پر گواہ ہیں۔ (یہ عہد اللہ نے اس لیے لیا تا کہ) مبادا تم یہ کہو قیامت کے دن کہ ہم تو اس سے غافل تھے۔ یا تم یہ کہو کہ شرک تو پہلے ہمارے آباء واجداد نے کیا تھا اور ہم ان کے بعد ان کی نسل میں سے تھے۔ تو (پروردگار!) کیا تو ہمیں ہلاک کرے گا ان باطل پسند لوگوں کے فعل کے بدلے میں؟'' (الاعراف:172، 173)

یہ عہد الست ہماری فطرت میں شامل ہے اور فطرت بدل نہیں سکتی۔ یہاں پر رب بدل دیا جاتا ہے لیکن فطرت نہیں بدلتی۔ جو بھی جس کو رب سمجھتا ہے اس کے در پر ضرور جاتا ہے۔ ایک محفل میں مسلمان بیٹھے ہوئے ہیں، اتنے میں اذان کی آواز آتی ہے: حی علی الصلوۃ، حی علی الفلاح۔ اس محفل سے دو چار اٹھتے ہیں باقی بیٹھے رہتے ہیں اور جانے والوں سے کہتے ہیں ہمارے لیے بھی دعا کرنا۔ بھئی تمہیں کسی نے پکڑا ہوا ہے؟ اصل میں انہیں اندر سے کسی نے پکڑا ہوا ہے۔ وہ اللہ کو اپنا حاجت روا اور مشکل کشا نہیں سمجھتے بلکہ ان کا بھروسا کسی اور پر ہے۔

اللہ تعالیٰ خالق بھی ہے لیکن وہ بندگی کا مطالبہ رب ہونے کے ناطے کر رہا ہے۔ اس لحاظ سے سورۃ البقرہ کے پہلے دو رکوع بہت اہم ہیں۔ جب بھی حق کی دعوت دی جاتی ہے تو دنیا میں تین گروہ پیدا ہو جاتے ہیں۔ ایک وہ جو دعوت قبول کر لیتا ہے اور پھر حق کا ساتھ دیتا ہے اور اس راستے میں جو مشکلات آتی ہیں انہیں برداشت کرتا ہے اور حق کے لیے قربانیاں دیتا ہے۔ دوسرا گروہ وہ ہوتا ہے جس کے باطل نظام کے ساتھ مفادات وابستہ ہوتے ہیں لہٰذا وہ حق کے خلاف ڈٹ جاتا ہے اور حق کے مقابلے میں آ جاتا ہے۔ تیسرا گروہ وہ ہے جو حق کو قبول تو کر لیتا ہے مگر بعد میں اپنی نفسانی خواہشات اور دنیوی مفادات ان پر اتنے غالب آ جاتے ہیں کہ وہ حق کا ساتھ نہیں دے پاتے۔ سورۃ البقرہ کے پہلے دو رکوعوں میں ان تینوں گروہوں کا

مرتب: ابو ابراہیم

ذکر ہے۔ اس کے بعد قرآن مجید نے پوری انسانیت کے سامنے اپنی دعوت رکھی ہے کہ اس کا بندوں سے مطالبہ کیا ہے؟ فرمایا:

''اے لوگو! بندگی اختیار کرو اپنے اُس رب (مالک) کی جس نے تم کو پیدا کیا اور تم سے پہلے جتنے لوگ گزرے ہیں (انہیں بھی پیدا کیا) تا کہ تم بچ سکو۔'' (البقرہ:21)

یعنی اللہ تعالیٰ نے بندگی کا مطالبہ اپنے رب ہونے کی حیثیت سے کیا ہے۔ اس لیے فرمایا:

''جس نے تمہارے لیے زمین کو فرش بنا دیا اور آسمان کو چھت بنا دیا۔ اور آسمان سے پانی برسایا پھر اُس (پانی) کے ذریعے سے (زمین سے) ہر طرح کی پیداوار نکال کر تمہارے لیے رزق بہم پہنچایا۔ تو ہرگز اللہ کے مدمقابل نہ ٹھہراؤ جانتے بوجھتے۔'' (البقرہ:22)

قریش مکہ بھی اچھی طرح جانتے تھے کہ یہ بیت اللہ اللہ کا گھر ہے۔ ان کے ہاں ''رب الدار'' یعنی گھر کا مالک، ''رب السمٰوٰت والارض'' جیسے الفاظ عام تھے۔ سورۃ الفیل کے ذیل میں واقعہ مذکور ہے کہ ایک یمن کا گورنر تھا جس کا نام ابرہہ تھا۔ اس نے بیت اللہ کے مقابلے میں ایک بڑا عالی شان گھر بنایا تھا کہ لوگ بیت اللہ کو چھوڑ کر میرے گھر کا طواف کریں۔ لیکن کسی عرب کو غصہ آیا اور اس کے گھر میں جا کر غلاظت سے ناپاک کر دیا۔ اب ابرہہ کو غصہ آیا اور وہ بیت اللہ کو گرانے کے لیے ساٹھ ہزار کا لشکر لے کر آیا اور اس نے قریش کے اونٹ قبضے میں لے لیے۔ نبی اکرم ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب اونٹوں کو چھڑانے کے لیے اس کے پاس گئے۔ اس نے پوچھا کہ آپ کس لیے آئے ہیں تو انہوں نے کہا میں اپنے اونٹ لینے کے لیے آیا ہوں۔ ابراہہ کو تعجب ہوا۔ اس نے کہا میں تو سوچ رہا تھا کہ آپ خانہ کعبہ کو بچانے کی درخواست لے کر آئے ہیں۔ حضرت عبدالمطلب نے فرمایا: میں اپنے اونٹوں کا مالک ہوں اور ان کو ہی واپس لینے آیا ہوں۔ خانہ کعبہ جس کا گھر ہے وہ اپنے گھر کو خود بچا لے گا۔'' گویا کہ انہیں یقین تھا کہ یہ اللہ کا گھر ہے۔ لیکن وہاں پر مختلف قبائل کے بت رکھے ہوئے تھے۔

مکہ ایسی جگہ ہے جہاں کچھ بھی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ لہٰذا تجارت کے بعد ان کی آمدن کا سارا دارومدار انہی بتوں کے نذرانے پر تھا۔ پھر جب ان کے تجارتی قافلے چلتے تھے کہ تو بیت اللہ کے متولی ہونے کی وجہ سے انہیں کہیں ٹیکس نہیں دینا پڑتا تھا۔ کہیں ان کے قافلوں کے لٹنے کا خطرہ نہیں ہوتا تھا کیونکہ لوگ خانہ کعبہ کی وجہ سے ان کا لحاظ کرتے تھے۔ وگرنہ وہاں قبائلی زندگی تھی۔ ہر قبیلہ اپنے ایریا کا مالک تھا اور وہاں سے کسی کو ٹیکس دیے بغیر گزرنے نہیں دیتا تھا۔ چھوٹے موٹے قافلے تو ویسے ہی لوٹ لیا کرتے تھے۔

لیکن قریش کو یہ سارا تحفظ بیت اللہ کی وجہ سے ملا ہوا تھا اور ان کے لیے یہ سارا بندوبست کون کر رہا تھا؟ فرمایا:

''اور نہیں ہے کوئی بھی چلنے پھرنے والا (جاندار) زمین پر، مگر اس کا رزق اللہ کے ذمہ ہے اور وہ جانتا ہے اس کے مستقل ٹھکانے کو بھی اور اس کے عارضی طور پر سونپے جانے کی جگہ کو بھی۔ یہ سب کچھ ایک روشن کتاب میں (درج) ہے۔'' (یونس:6)

یہ سارا انتظام اللہ کے ذمے ہے کیونکہ وہ رب السمٰوٰت والارض ہے اور ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔ اسی حقیقت کو سورۃ الفاتحہ میں بیان کیا گیا جسے ہم ہر روز نماز میں پڑھتے ہیں لیکن ہمیں پتا ہی نہیں ہوتا کہ ہم کیا پڑھتے ہیں۔ فرمایا:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝﴾ ''کل شکر اور کل ثنا اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔''

نماز سمیت ساری عبادات ہمارے نفس کی تربیت کے لیے ہیں کہ ہم یاد رکھیں کہ وہی ہمارا رب ہے۔ وہی ہمارے رزق کا انتظام کرنے والا ہے اور وہی ہمیں امن دینے والا ہے۔ اسی لیے قریش سے فرمایا:

''قریش کے مانوس رکھنے کی وجہ سے۔ (یعنی) سردیوں اور گرمیوں کے سفر سے ان کو مانوس رکھنے کی وجہ سے۔ پس انہیں بندگی کرنی چاہیے اس گھر کے رب کی۔ جس نے انہیں بھوک میں کھانے کو دیا اور انہیں خوف سے امن عطا کیا۔''

اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کے بندے اُس کے احسانات کو یاد رکھیں اور انہیں یاد کرتے ہوئے وہ اللہ کے بندے بن جائیں۔ مالک ہمیشہ وہی ہوتا ہے جو حاجت روائی اور مشکل کشائی کرتا ہے۔ رزق بھی اس کے ذمے ہوتا ہے اور حفاظت بھی اس کے ذمہ ہوتی ہے۔ اس کے بدلے میں اس کا حق یہ ہے کہ اس کی فرمانبرداری کی جائے۔

چنانچہ قرآن مجید میں مثال دے کر سمجھایا گیا ہے:

''کیا انہوں نے غور نہیں کیا کہ ہم نے اپنے ہاتھوں کی بنائی ہوئی چیزوں میں سے ان کے لیے چوپائے پیدا کر دیے جن کے اب یہ مالک بنے پھرتے ہیں۔'' (یٰس:71)

جس کے گھر میں گائے، بکری یا کوئی جانور ہو تو وہ اس کا مالک ہونے کا دعویٰ کرتا ہے لیکن اس جانور کی حفاظت اور اس کے چارے پانی کا بندوبست بھی اس کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ لیکن اگر وہ جانور اس کا کہنا نہ مانے تو اسے سزا بھی دیتا ہے۔ اسی طرح اللہ بھی ہمارا مالک، حاجت روا اور مشکل کشا ہے۔ وہ فرماتا ہے: میں نے یہ سب کچھ تمہارے لیے پیدا کیا ہے، اسے کھاؤ، اسے پہنو لیکن میرا حکم بھی مانو۔ اگر نہیں مانو گے تو سزا دینے کا اختیار بھی رکھتا ہوں۔ قرآن میں اس کی مزید وضاحت کر دی گئی:

''جس نے تمہارے لیے زمین کو فرش بنا دیا اور آسمان کو چھت بنا دیا۔ اور آسمان سے پانی برسایا پھر اُس (پانی) کے ذریعے سے (زمین سے) ہر طرح کی پیداوار نکال کر تمہارے لیے رزق بہم پہنچایا۔ تو ہرگز اللہ کے مدمقابل نہ ٹھہراؤ جانتے بوجھتے۔'' (البقرہ:22)

زمین کی ساخت پر بھی ذرا غور کیجیے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسی ساخت بنائی ہے کہ پانی بہہ جاتا ہے ورنہ ایک جیسی چپٹی زمین ہوتی تو دلدل بن جاتا لیکن اس نے چاروں طرف ڈھلوان رکھی ہے، ادھر بارش ہوتی ہے تو ادھر پانی ہر طرف بہہ جاتا ہے۔ اس طرح ہمارے رب نے ہمارے لیے پانی کا بندوبست کیا ہوا ہے اور آپ جانتے ہیں کہ پانی سے ہی زندگی ہے۔ سمندر کے علاوہ روئے زمین پر جتنے بھی جاندار ہیں ان کے لیے پانی کا بندوبست بارش کی وجہ سے ہے۔ اگر طویل عرصہ کے لیے بارش نہ ہو تو پانی ختم اور زندگی ختم۔

یہ ساری چیزیں اللہ قرآن میں اسی لیے یاد دلاتا ہے کہ انسان اسی کی بندگی اختیار کرے اور اس کا فرمانبردار بن کر رہے۔ اس کا شکر بھی کیا جائے اور مشکل میں صبر بھی کیا جائے۔ اس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں ہے مگر لوگ بے صبری اور ناشکری کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کو الٰہ، حاجت روا اور مشکل کشا مان لیتے ہیں جو خود اللہ کے پیدا کیے ہوئے ہیں۔

جو قرآن کی اس دعوت کو مانتے ہوئے اللہ کو رب مان لیں ان کے لیے سورۃ الحج میں بڑا جامع مقام ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا﴾ ''اے ایمان

پریس ریلیز 6 ستمبر 2019ء

پاک بھارت جنگ ظاہراً ناگزیر ہو چکی ہے

حافظ عاکف سعید

یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے ایک بیان میں کہی۔ اُنھوں نے کہا کہ بھارت کی بڑھتی ہوئی ہٹ دھرمی، جنگی جنون اور اس کے ردعمل میں پاکستان کا مسئلہ کشمیر کے حوالے سے اپنے اُصولی مؤقف پر ڈٹ جانا اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ علاقے میں کشیدگی بڑھ رہی ہے اور جنگ کی چنگاری نہ صرف یہ کہ کسی بھی وقت اس خطے کو جلا کر خاکستر کر سکتی ہے بلکہ عالمی امن کو بھی تباہ کر سکتی ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ افواج پاکستان کے ترجمان کی پریس کانفرنس بھی اسی بات کو ظاہر کرتی ہے کہ پاکستان بیرونی قوتوں کے دباؤ میں نہیں ہے۔ حال ہی میں متحدہ عرب امارات اور سعودی عرب کے وزرائے خارجہ کا دورہ پاکستان بھی بار آور ہوتا نظر نہیں آتا۔ اُنھوں نے کہا کہ ایسی صورتِ حال میں ضرورت اس امر کی ہے کہ پاکستان اپنی جغرافیائی اور نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کے لیے فوری اور ہنگامی طور پر مؤثر اقدامات کرے۔ حقیقت یہ ہے کہ عسکری سطح پر تو کسی حد تک تیاری نظر آتی ہے البتہ نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کا معاملہ اب تک دِگرگوں ہے اور اس طرف کوئی پیش رفت نظر نہیں آتی۔ ہماری رائے میں پاکستان کی بقاء اور سلامتی کے لیے اصلاً اس محاذ پر بھرپور کام کرنے کی ضرورت ہے۔ مسلمانانِ پاکستان ہی نہیں، پاکستان کے حکمران بھی اپنا قبلہ درست کریں جس کا عملی تقاضا یہ ہوگا کہ ہم سب انفرادی طور پر ہی نہیں، معاشرہ اور ریاست کی سطح پر بھی باعمل مسلمان اور اللہ کے دین کے سچے وفادار بن جائیں گے۔ یوں نظریۂ پاکستان کو عملی تعبیر بھی دی جا سکے گی۔ اس کے نتیجے میں رب کائنات کی تائید اور نصرت ہمیں یقینی طور پر حاصل ہوگی۔ حقیقت یہ ہے کہ جب تک ہم اللہ کی رسی کو مضبوطی سے نہیں تھامیں گے ہماری بقاء اور سلامتی کو خطرات درپیش رہیں گے۔ یہ کام نہ صرف فوری طور پر بلکہ مستقل بنیادوں پر بھی کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ کی مدد اگر ہمیں حاصل ہوگی تو ہم یقیناً غالب رہیں گے۔ لہٰذا ہم مسلمانانِ پاکستان اور حکمرانوں پر زور دیتے ہیں کہ وہ بلاتاخیر اللہ اور رسول ﷺ کے عطا کردہ نظام عدل اجتماعی کو قائم و نافذ کریں تاکہ ہم دنیا اور آخرت دونوں میں سرخرو ہو سکیں۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

کے دعوے دارو! جھک جاؤ اور سر بسجود ہو جاؤ'' (الحج:77)

یہ آیات دوران ہجرت نازل ہوئی ہیں۔ ہجرت کے فوراً بعد صرف نماز فرض ہوئی تھی۔ اس لیے اس کا حکم دے دیا۔ آج ارکان اسلام کو ادا کرنے کا حکم ہے۔ یہ اسلام کے سہارے ہیں۔ جبکہ اسلام پوری زندگی میں اللہ کی بندگی کا نام ہے۔ آگے فرمایا:

﴿وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ﴾ ''اور اپنے رب کی بندگی کرو'' (الحج:77)

یہ اصل مطالبہ ہے۔ صرف نماز یا ارکان اسلام کی ادائیگی بندگی نہیں ہے بلکہ یہ تو اس کی تیاری ہے۔ ہماری یاددہانی کے لیے ہے، ہمارے نسیان کا علاج ہے۔ اصل مطالبہ پوری زندگی میں اس کو مالک مان کر اس کی فرمانبرداری اختیار کرنا ہے۔ اس کی اطاعت اختیار کرنا۔

﴿وَافْعَلُوا الْخَيْرَ﴾ ''اور نیک کام کرو''

﴿لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿٧٧﴾﴾ ''تا کہ تم فلاح پاؤ!''

یہ جتنی مخلوق ہے یہ اسی کی ہے۔ اس نے رزق کے اندر اگر تفاوت رکھا ہے تو یہ دیکھنے کے لیے کہ جن کو دیا ہوا ہے وہ اس میں ان کا بھی حق سمجھتے ہیں یا نہیں جن کو نہیں دیا ہوا۔ یہ اُمت مسلمہ کو خطاب کر کے فرمایا گیا ہے کہ ارکان اسلام ستون ہیں، اصل مطالبہ عبادتِ رب ہے اور وہ پوری زندگی اسے مالک مان کر اس کی غلامی اختیار کرنے کا نام ہے۔ لہٰذا چاہیے کہ انسان ہر وقت بندگی والی زندگی گزارے اور شکر کے طور پر مخلوق خدا کی خدمت کرے۔

نبی اکرم ﷺ سے پوچھا گیا: ''اللہ کے نزدیک محبوب ترین انسان کون ہے؟ فرمایا: جو لوگوں کو نفع پہنچائے''۔

یعنی جو کچھ رب نے عنایت کیا ہوا ہے اس کو رب کا ہی مال سمجھتے ہوئے مخلوق خدا پر خرچ کرنا، بھوکوں کو کھانا کھلانا، یتیموں کی کفالت کرنا، مقروضوں کا قرض اُتارنا، محتاجوں کی مدد کرنا رب کی شکر گزاری کا تقاضا ہے۔

سورۃ الذاریات میں فرمایا:

''اور آسمان کو ہم نے بنایا اپنے ہاتھوں سے اور ہم (اس کو) توسیع دینے والے ہیں۔ اور زمین کو ہم نے (فرش کی مانند) بچھا دیا' پس ہم کیا ہی خوب بچھانے والے ہیں! اور ہم نے ہر شے کے جوڑے بنائے ہیں شاید کہ تم نصیحت اخذ کرو۔'' (الذاریات:47تا49)

اللہ وہ واحد ذات ہے جو 'احد' ہے باقی ہر چیز کا جوڑا ہے۔ ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ اس دنیا کا بھی جوڑا ہے اور وہ آخرت کی زندگی ہے۔ لہٰذا اس کو بھی سامنے رکھنا چاہیے۔ وہ لازم ہے اور ہمیں اللہ کے سامنے پیش ہو کر رہنا ہے۔ فرمایا:

''(اے نبی ﷺ فرما دیجیے کہ) تو دوڑو اللہ کی طرف' یقیناً میں تم لوگوں کے لیے اُس کی طرف سے صاف صاف خبردار کرنے والا ہوں۔'' (الذاریات:50)

یعنی میں تو تمہارے لیے آگاہ کرنے والا بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ میرے اندر کوئی الوہیت نہیں ہے میں بھی تم جیسا انسان ہوں۔ مجھے بھی اللہ تعالیٰ کی بندگی میں رہ کر زندگی گزارنی ہے اور اس کی دعوت تمہیں بھی دے رہا ہوں۔

''اسی طرح (ہوتا آیا ہے کہ) نہیں آیا تھا ان سے پہلے لوگوں کے پاس کوئی رسول مگر انہوں نے یہی کہا تھا کہ یہ ساحر ہے یا مجنون ہے۔ کیا وہ ایک دوسرے کو وصیت کر گئے تھے اس کی؟ بلکہ یہ ہیں ہی سرکش لوگ! پس (اے نبی ﷺ!) آپ ان سے رُخ پھیر لیں' آپ پر کوئی ملامت نہیں ہے۔'' (الذاریات:51تا54)

یعنی جن کے نصیب میں ہدایت نہیں ہے وہ ماننے والے نہیں ہیں البتہ جو ایمان والے ہیں ان کو نصیحت سے فائدہ ہوتا ہے۔ فرمایا:

''اور آپ تذکیر کرتے رہیے' کیونکہ یہ تذکیر اہل ایمان کے لیے بہت فائدہ مند ہے۔'' (الذاریات:55)

آگے فرمایا:

''اور میں نے نہیں پیدا کیا جنوں اور انسانوں کو مگر صرف اس لیے کہ وہ میری بندگی کریں۔'' (الذاریات:56)

یہ ہے اصل مطالبہ کہ سب کو چھوڑ کر صرف اللہ کی بندگی اختیار کی جائے۔ یہی اس زندگی کا اصل مقصد ہے۔ ورنہ بندگی تو ہر کوئی کرتا ہے، کوئی کسی کی کرتا ہے، کوئی کسی کی کرتا ہے، مگر کائنات کے رب کا مطالبہ یہ ہے کہ صرف اسی کی بندگی اختیار کی جائے۔ فرمایا:

''میں ان سے کوئی رزق نہیں چاہتا اور نہ میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ مجھے کھلائیں' پلائیں۔ یقیناً اللہ ہی سب کو رزق دینے والا' قوت والا' زبردست ہے۔'' (الذاریات:57،58)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سب سے پہلے اپنا تعارف بھی رب کی حیثیت سے کروایا ہے:

﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ﴿١﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ﴿٢﴾ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ﴿٣﴾ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ﴿٤﴾ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ﴿٥﴾﴾ ''پڑھیے اپنے اُس رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ انسان کو پیدا کیا ہے اُس جونک کی طرح کی چیز سے جو رحم مادر میں چمٹ گئی تھی۔ پڑھیے اور آپ کا ربّ بہت کریم ہے۔ جس نے تعلیم دی ہے قلم کے ساتھ۔ اور انسان کو وہ کچھ سکھایا ہے جو وہ نہیں جانتا تھا۔'' (العلق:1تا5)

نبی اکرم ﷺ چونکہ آخری رسول ہیں اس لیے انہیں جو کلام دیا گیا اسے الھدیٰ بنایا گیا۔ یعنی کامل ہدایت اور اس کی حفاظت کی ذمہ داری بھی خود اللہ نے اپنے ذمے لی۔ پہلے بھی دنیا میں اللہ کی کتابیں نازل ہوئی تھیں لیکن وہ اپنے اس دور کے لیے تھیں، اس لیے اللہ نے ان کا ذمہ نہیں لیا۔ یہ چونکہ قیامت تک کے لیے ہدایت تھی اس لیے اس کا ذمہ لے لیا ہے۔ اسی وجہ سے پہلی کتابوں میں تحریف ہو جاتی تھی اور اس تحریف کے نتیجے میں دین کیا سے کیا ہو جاتا تھا۔ جیسا کہ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰؑ کو ہی خدا بنا لیا تھا۔ لیکن آپ ﷺ کے حوالے سے قرآن میں واضح بیان کر دیا گیا کہ:

''(اے لوگو دیکھو!) آ چکا ہے تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک رسول' بہت بھاری گزرتی ہے آپؐ پر تمہاری تکلیف' تمہارے حق میں آپؐ (بھلائی کے) بہت حریص ہیں' اہل ایمان کے لیے شفیق بھی ہیں' رحیم بھی۔'' (التوبہ:128)

اسی طرح قرآن میں عیسائیوں کے اس مغالطے کی بھی نفی کر دی گئی اور واضح کر دیا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعوت بھی وہی تھی جو آپ ﷺ کی دعوت ہے۔ فرمایا:

''اور یقیناً اللہ ہی ہے میرا رب بھی اور تمہارا رب بھی' تو تم اُسی کی بندگی کرو۔ یہی سیدھا راستہ ہے۔'' (مریم:36)

اللہ تعالیٰ کا ہم سے تقاضا یہی ہے کہ پوری زندگی اس کے بندے بن کر اس کی عبادت اختیار کریں۔ اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہمارے سینوں کو کھولے تا کہ ہم اللہ کے بندے بن کر زندگی گزارنے والے بن جائیں۔ اللہ کہتا ہے کہ اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔ اس کے احکامات کو تقسیم نہ کرو کہ کچھ حکم مانو اور کچھ نہ مانو۔ یہ اللہ کو سب سے زیادہ ناپسند ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا؛

''جو صبح اٹھتا ہے اور پہلے مسجد جاتا ہے نماز پڑھتا ہے پھر بازار جاتا ہے تو اس نے اللہ کے ایجنڈے کے تحت صبح کی ہے اور جو پہلے بازار جاتا اور مسجد نہیں جاتا تو اس نے ابلیس کے ایجنڈے کے تحت صبح کی ہے اور اس کے تحت چل پڑا۔''

لہٰذا اصل تقاضا یہ ہے کہ اللہ کے دین کو نافذ کرنے کی جدوجہد کی جائے۔ یعنی خود بھی اللہ کے بندے بنیں اور پھر اللہ کا نظام یہاں قائم کرنے کی کوشش کریں۔ وگرنہ باطل نظام کے تحت اللہ کی مکمل بندگی اختیار کرنا ایک حسین فریب ہے۔

اللہ کی بندگی کا تقاضا اس وقت تک پورا نہیں ہو سکتا جب تک ہم کل نظام زندگی پر اللہ کے دین کو نافذ نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

خطاب بہ جاوید

18

سخنے بہ نژادِ نو
نئی نسل سے کچھ باتیں

60 کم خور و کم خواب و کم گفتار باش ‖ گرد خود گردندہ چوں پرکار باش!

(اے پسر! مغربی تہذیب اور اس کے طور طریقوں سے آنکھیں بند کرلے) تو کم کھانے والا، کم سونے والا اور کم باتیں کرنے والا بن جا اور اپنے معمولات اور سرگرمیوں کو پرکار کے دائرے کی طرح محدود کرلے

61 منکر حق نزد مُلّا کافر است ‖ منکر خود نزد من کافر تر است!

(خداشناسی اور خود شناسی یعنی خدا اور خودی دونوں اہم حقیقتیں ہیں) علماء دین کے نزدیک 'خدا' کا منکر کافر (ایک بڑی حقیقت کا انکاری اور ناقدری کرنے والا) ہے اے فرزند ارجمند! میرے نزدیک خودی (یا روح یا ضمیر) کا منکر' منکرِ خود' اور انسان دشمن (کافر تر) ہے (ڈارون کا انسان اور بندر کی طرح کا حیوان ہے)

62 آں بانکارِ وجود آمد 'عجول' ‖ ایں عجول و ہم 'ظلوم' و ہم 'جہول'!

خداناشناس ہونا حق کا انکار ہے (روایتی) کافر حق کا انکار کرکے کافر (اور عجول یعنی جلد باز) بن جاتا ہے جبکہ خودناشناس (اپنے وجود کی حقیقت کا انکار کرکے) جلد بازی کے ساتھ 'ظلوم' اور 'جہول' بھی بن جاتا ہے

60۔ اے جانِ پدر! اس مغربی خدا بیزار تہذیب کے زیرِ سایہ رہتے ہوئے اس سے آنکھیں بند کرکے سب کچھ سن کر قبول کرلینے کی سوچ نہ بناؤ۔ بلکہ خوراک کم کھاؤ (کم خوردن) حلال تلاش کرکے کھاؤ۔ دن رات کے اوقات میں سونا بھی کم کردو اور علم کی تلاش میں وقت لگاؤ مطالعہ کرو تمہارے والدین نے جیسی تربیت کی ہے ویسے قرآن کا مطالعہ اور سحرخیزی کو عادت بناؤ اور لوگوں سے میل جول میں بھی کوئی اصول بناؤ کم آمیز اور کم گفتار رہنا اچھا ہے پہلے تولو پھر بولو۔ دیارِ غیر میں ہرایرے غیرے سے محوِ گفتگو ہو جانا نقصان سے خالی نہیں دوست کم بناؤ اور صاحبِ دل و صاحب نظر دوست بناؤ جو نظریاتی اور ہم خیال ہوں۔ یہ طرزِ عمل ایسا ہی ہے کہ پرکار (COMPASS) کی طرح ایک مرکز پر جازم رہ کر اپنے گرد ایک دائرہ (کار) بنالو اور اس دائرے کے اندر رہ کر زندگی کے دن گزارو۔ زندگی کے کچھ اصول اور ترجیحات بنالو اور مسلم نوجوان کی حیثیت سے اپنی ترجیحات میرے کلام سے اخذ کرلو اور میرے طرزِ زندگی سے سیکھ لو۔

61۔ اے پسر! خود شناسی اور خدا شناسی دونوں ہی انسان کے لیے اہم حقیقتیں ہیں اور دونوں باہم لازم و ملزوم ہیں یعنی ایسا ممکن نہیں ہے کہ میں نے ان دونوں باتوں میں سے ایک کو پالیا ہے تو بس اب اسی کو حرزِ جان بنا کر زندگی گزارلوں گا۔ جانِ پدر ایسا ممکن نہیں ہے۔ خداشناسی ہو تو انسان کو خود اپنے آپ کو (SELF) کو بدلنا ہوگا اور خدائے بزرگ و برتر کے احکام میں ڈھالنا ہوگا یوں خودشناسی کا مرحلہ آئے گا اور انسان مقام و مرتبہ کے لحاظ سے بہت بلند ہو جائے گا۔ اگر انسان کو پہلے خودشناسی نصیب ہو جائے اور اس کی خودی بیدار ہو جائے ضمیر انسانی کا احساس شدید ہو جائے تو یہی جذبہ کائنات کو سمجھنے کی کلید بنتا ہے اور خداشناسی تک پہنچا دیتا ہے۔ علماء اسلام کے نزدیک خدا کا منکر یعنی خداشناسی تک نہ پہنچنے والا کافر ہے مگر میرے نزدیک خداشناسی تک رسائی نہ ہونا خودشناسی میں کسی ضد کو ظاہر کرتا ہے اور کسی غلط نظریے اور بانجھ سوچ کا غماز ہے 'منکرِ خودی' منکرِ خدا سے بڑا کافر ہے اور حقیقت سے لاعلم ہے۔

62۔ خداناشناس ہونا اور خالقِ حقیقی کو نہ پہچاننا یقیناً حق کا انکار ہے۔ شرعی اور فقہی لحاظ سے کافر وہی ہوتا ہے جو وجودِ مطلق اور اس کے (نظری اور فکری) مقتضیات کا انکار کرے۔ پہلے انسانی علم اتنا وسیع نہیں تھا اب علم کے بے شمار شعبے (DEPARTMENTS) بن گئے ہیں اور ہر شعبے میں تقسیم در تقسیم کا عمل جاری ہے انسان کی حقیقت اور نفسیات کے شعبے میں بھی بے حد ترقی ہوئی ہے پہلے 'منکرِ خدا کافر' کی نفسیات (تحلیل نفسی) یا دنیا پرستی کے درجے کا تعین مشکل تھا، عصرِ حاضر میں ایک بے خدا تہذیب میں اہلِ علم کے لیے 'کافر' کے ذہنی افکار و نظریات اور اس کی نوعیت بھی تحریروں، تقریروں اور تصانیف میں سامنے آرہی ہے اور مغربی تہذیب جو خدا بیزار تہذیب ہے، کے دور میں مسلمان بھی مغربی ممالک کی جامعات سے فارغ ہوکر عملی زندگی میں قدم رکھ رہے ہیں لہٰذا اب یہ بات معلوم ہونا اور اس کا تعین اور اظہار قدرے آسان ہو گیا ہے۔ قرآن مجید میں ایسے افراد اور ایسے GROUPS کے لیے 'جہول' اور 'ظلوم' کے الفاظ آئے ہیں۔ پہلے خدا کے انکار یا خدا کی صفات کے انکار پر انسان 'کافر' کہلاتا تھا یہ انسان قرآنی اصطلاح میں عجول (جلد باز) کے ساتھ 'بڑا جاہل' یا خاص حالات میں 'ابوجہل' [1] کہلانے کا مستحق ہوتا تھا مگر اب یہ بات یقینی طور پر کہی جاسکتی ہے کہ آج کا کافر انسان خودشناسی کے گمراہ کن رویوں کی بنا پر 'ظلوم' (بڑا ناانصاف) بھی ہے اور 'بڑا جاہل' بھی۔ اسی مفہوم میں مسلمان اہل علم نے جاہلیت قدیمہ اور جاہلیت جدیدہ کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ جاہلیت جدیدہ اسلام دشمنی اور انسان دشمنی میں جاہلیت قدیمہ سے بدتر اور زہریلی ہے۔

[1] عربی میں جہل اور جاہل کا لفظ عاقل کے مقابلے میں آتا ہے جبکہ بدقسمتی سے اردو اور پنجابی میں یہ لفظ عالم کے مقابلے میں آتا ہے لہٰذا عربی میں 'جہل' کا مفہوم کسی بات کی گہرائی میں سوچے بغیر انکار کردینا یا جذباتی اور آباء پرستی کی وجہ سے حق کا انکار کرنا ہے۔

آزادی کا جذبہ بہت شدید ہوتا ہے، اسے ظلم سے کچلا نہیں جا سکتا اور پھر یہ جذبہ اگر اسلام کی بنیاد پر ہو اور اس کو دبانے والا مخالف مذہب ہو تو پھر یہ جذبہ جہاد فی سبیل اللہ بن جاتا ہے: ایوب بیگ مرزا

Genocide Watch کی رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ بھارت مقبوضہ کشمیر میں انسانی تاریخ کی بدترین نسل کُشی کرنے جا رہا ہے: رضاء الحق

ڈاکٹر حافظ محمد حبیب اسلم

کشمیریوں کی نسل کُشی کا بھارتی پلان کے موضوع پر

حالاتِ حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہارِ خیال

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: مقبوضہ کشمیر کی تازہ ترین صورت حال کیا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: 5 اگست کو بھارت نے مقبوضہ کشمیر کے حوالے سے نیا آرڈیننس پاس کیا اس وقت سے وہاں مسلسل کرفیو نافذ ہے جس کی وجہ سے مقبوضہ وادی جیل کی صورت اختیار کر چکی ہے۔ وہاں کے لوگ اپنے اپنے گھروں میں محصور ہیں۔ یہاں تک اطلاعات ہیں کہ بچوں کو دودھ نہیں مل رہا، بیماروں کو دوا نہیں مل رہی، ان کو ہسپتال نہیں لے جایا سکتا۔ یعنی لوگ سخت تکلیف اور کرب میں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ صورت حال بھارتی حکومت کے پروگرام کے مطابق ہے۔ مودی حکومت کا مقصد یہ ہے کہ کشمیریوں کو اس درجے ذہنی اور جسمانی اذیت سے دوچار کردو کہ وہ انتہائی کمزور پڑ جائیں، آزادی کی اس تحریک میں مزید کوئی تیزی نہ آئے اور ہم اس کو ختم کر سکیں۔ لیکن تاریخ گواہ ہے کہ یہ جیلیں، کرفیو اور ایسے ظالمانہ اقدامات آزادی کے جذبے کو لوگوں کے دلوں سے نکال نہیں سکتے۔ آزادی کا جذبہ بہت شدید جذبہ ہوتا ہے اسے ظلم سے کچلا نہیں جا سکتا۔ بلکہ جتنا اس جذبے کو دبانے کی کوشش کی جائے گی اُتنا ہی یہ مزید اُبھرے گا۔ اور پھر یہ جذبہ اگر مذہب کی بنیاد پر ہو اور اس کو دبانے والا ایک مخالف مذہب ہو تو پھر یہ جذبہ جہاد فی سبیل اللہ بن جاتا ہے۔ اگر آپ یہ نیت کر لیں کہ ہم آزاد ہونے کے بعد اپنی ریاست کو لا الٰہ الا اللہ کی بنیاد پر اُستوار کریں گے تو آپ کو آزادی حاصل کرنے سے کوئی نہیں روک سکے گا۔ اگرچہ انڈیا نے اپنا آخری پتہ پھینک دیا ہے اور وہ جو کر سکتا تھا کر چکا ہے لیکن ابھی تک وہ اس تحریک کو دبانے میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ انڈیا کا میڈیا یہ شور وغوغا کر رہا ہے کہ حالات نارمل ہو گئے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ پھر کرفیو کس لیے لگایا ہوا ہے؟ ایک ایسا علاقہ جہاں انتظامیہ اور عوام میں کوئی چپقلش نہیں ہے تو وہاں کرفیو کی کیا ضرورت ہے، وہاں تو دفعہ 144 بھی نہیں نافذ ہونی چاہیے۔ انڈین میڈیا حقائق کو دنیا سے چھپا نہیں سکتا اور حقائق یہ ہیں کہ وہاں کے لوگ مرنے کے لیے تیار ہیں لیکن انڈیا کے ساتھ رہنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

سوال: ان حالات میں انسانی حقوق کی تنظیموں بالخصوص Genocide Watch کا کیا کردار ہے؟

رضاء الحق: دیکھئے! کوئی بھی واقعہ یا حادثہ ہوتا ہے تو اس کی کچھ علامات ہوتی ہیں۔ Genocide Watch کے صدر نے ایک باقاعدہ رپورٹ بنائی ہے۔ اس کے مطابق جب genocide یعنی نسل کُشی کی نوبت آتی ہے تو اس کی کچھ علامات پہلے سے ظاہر ہونا شروع ہو جاتی ہیں جن کو رسک فیکٹر کہا جاتا ہے۔ ہاورڈ یونیورسٹی کی پروفیسر Barbara Harff نے سات رسک فیکٹرز گنوائے ہیں۔ ان کو سامنے رکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ بھارتی حکومت اور بھارتی اداروں نے کشمیر میں کس قدر نسل کُشی کی تیاری کی ہوئی ہے اور کس سٹیج تک وہ پہنچے ہوئے ہیں۔ پہلی بات وہ یہ کہتی ہیں کہ کسی بھی علاقے میں نسل کُشی سے پہلے ایسے واقعات کروائے جاتے ہیں جن کو پری جینو سائیڈ کہا جا سکتا ہے۔ اس ضمن میں پلوامہ اور اوڑی کے واقعات ہمارے سامنے ہیں۔ اس کے علاوہ بھارتی فوج کے ہاتھوں مسلمانوں کا قتل عام بھی اس کی ایک مثال ہے اور مسلمانوں کو زندہ جلا دینے کے واقعات بھی اسی سلسلے کی کڑی ہیں۔ دوسری علامت وہ یہ بتاتی ہیں کہ ایسا ملک مخالف ملک کے خلاف جارحانہ موڈ اپناتا ہے جس طرح بھارت ایل او سی کی بار بار خلاف ورزی کر رہا ہے۔ تیسری علامت یہ ہوتی ہے کہ وہ ملک نسل کُشی کے لیے ایک نظریہ پروان چڑھاتا ہے جس طرح بھارت میں ہندوتوا کا نظریہ پروان چڑھ چکا ہے۔ چوتھی بات یہ کہ اس علاقے کو ملٹری زون میں تبدیل کر دیا جاتا ہے جس طرح وادی میں پہلے ہی سات لاکھ فوج تھی اور اب مزید بڑھا کر 9 لاکھ فوج وہاں متعین کر دی گئی ہے۔ پانچویں علامت یہ کہ ایک چھوٹی اقلیت بڑی اکثریت پر حکومت کرتی ہے۔ جس طرح کشمیر میں مسلمانوں کی بہت بڑی اکثریت ہے اور ان کا نام نہاد وزیر اعلیٰ بھی مسلمان ہوتا ہے لیکن اصل میں حکومت اقلیتی انتہا پسند ہندو گروہ کی ہوتی ہے۔ اب تو وہاں RSS کا ڈائریکٹ رول بھی آ چکا ہے۔ اس کے بعد وہ سٹیج آتا ہے جو براہ راست نسل کُشی کی طرف لے کر جاتا ہے اور اس دوران بیرونی دنیا سے اس علاقے کا رابطہ کاٹ دیا جاتا ہے، لوگوں کو محصور کر دیا جاتا ہے، میڈیا اور روزمرہ ضرورت کی اشیاء تک رسائی ناممکن بنا دی جاتی ہے۔ یہ سب مراحل انڈیا طے کر چکا ہے۔ اس کے بعد انسانی حقوق کی بڑے پیمانے پر خلاف ورزیوں کا مرحلہ سامنے آتا ہے جیسے تشدد، اغواء، ریپ، دو سالوں تک detention میں رکھنا حتیٰ کہ لیڈرشپ کو محصور کرنا، قید میں ڈالنا وغیرہ۔ انڈیا اب جینوسائیڈ کے اسی مرحلے میں ہے۔ اس مرحلہ میں دو چیزیں اور کی جاتی ہیں۔ ایک یہ کہ نسل کُشی کے الزام کی تردید کرتے ہوئے بالکل مختلف نقشہ دنیا کے سامنے پیش کرنا کہ ہم تو وہاں پر دہشت گردی کا خاتمہ کر رہے ہیں۔ پسماندہ علاقہ کو ترقی دے رہے ہیں اور دوسرا یہ کہ یہ ہمارا اندرونی معاملہ ہے۔ اس وقت مودی مختلف ممالک

میں جا کر یہی کہہ رہا ہے کہ جی ہم نے اس علاقے کو اپنے ساتھ اس لیے ملایا کہ وہاں کے حالات خراب تھے، وہاں دہشت گرد آئے ہوئے تھے اور ہم اس علاقے کو ترقی دلوانا چاہتے تھے وغیرہ۔ جینو سائیڈ واچ کا تعلق نہ پاکستان سے ہے اور نہ مسلمانوں سے ہے اور اس نے اس سے پہلے بھی غزہ اور میانمار کے مسلمانوں کے لیے ایسی رپورٹیں پیش کی تھیں لیکن دیکھنا اب یہ ہے کہ کیا وہ انڈیا پر پریشر ڈال سکیں گے؟ میں تو کہتا ہوں کہ وہ انڈیا کو اقوام متحدہ کی قراردادوں پر عمل درآمد کے لیے مجبور کریں۔ لیکن چونکہ ان کے مفادات انڈیا کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں بالخصوص مغرب، اسرائیل، امریکہ، برطانیہ اور عرب ممالک کے تو اس لیے اس کے خلاف کوئی بات نہیں کرتا۔

سوال: کیا انسانی حقوق کی تنظیم کوئی عملی قدم اٹھائیں گی؟

ایوب بیگ مرزا: موجودہ حالات میں زمانہ بہت بدل گیا ہے۔ اب دنیا ایک گلوبل ولیج بن گئی ہے خاص طور پر میڈیا کی آج ایک طاقت ہے جس کی وجہ سے دنیا کو زیادہ دیر اندھیرے میں نہیں رکھا جا سکتا۔ جیسے عراق پر ایک جھوٹا الزام لگا کر امریکہ نے حملہ کیا لیکن بعد ازاں اسے تسلیم کرنا پڑا کہ وہ جھوٹ تھا۔ گویا دنیا کو آج اندھیرے میں نہیں رکھا جا سکتا۔ اس لحاظ سے میڈیا، عوامی مظاہروں اور انسانی حقوق کی تنظیموں کی اپنی جگہ ایک حیثیت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ انسانی حقوق کی تنظیم کشمیریوں کو باقاعدہ آزادی تو نہیں دلوا سکتیں لیکن انڈیا کو ان کی وجہ سے اپنے مقاصد کے حصول میں مشکلات ضرور پیش آ رہی ہیں۔ آج بالکل واضح نظر آ رہا ہے کہ رائے عامہ میں نریندر مودی کا امیج بہت بری طرح خراب ہوا ہے اور اس کے ساتھ بھارت کا بھی امیج خراب ہوا ہے۔ لیکن وہ اپنی قوت اور مضبوط معیشت کی وجہ سے اس امیج کو برقرار رکھنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اگر اس کی جگہ کوئی کمزور ملک ہوتا تو کب کا گر گیا ہوتا۔ حکومت پاکستان نے یہ دباؤ جاری رکھا ہوا ہے حالانکہ عالمی قوتیں اس کے ساتھ نہیں ہیں۔ ہمارے وزیراعظم نے بڑی اچھی بات کہی ہے کہ دنیا ہمارا ساتھ دے یا نہ دے ہم اس حوالے سے آگے بڑھتے چلے جائیں گے۔ بہرحال اگر یہ پریشر اسی طرح بڑھتا چلا گیا تو معاملہ کسی طرف ضرور جائے گا۔ وہ جنگ کی طرف بھی جا سکتا ہے، وہ سلامتی کونسل میں بھی جا سکتا ہے جس کا نتیجہ بھارت کی خواہشات کے خلاف نکل سکتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس پریشر کو نہ صرف قائم رکھا جائے بلکہ اس کو بڑھایا جائے۔ اگرچہ جب بات نہ بنے تو آخری آپشن جنگ ہوتا ہے لیکن چونکہ آج کے دور کی جنگ بہت خطرناک جنگ ہے۔ لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ اگر مودی نے ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کیا اور اس نے یہ آرڈیننس ختم نہ کیا تو بات آگے بڑھ سکتی ہے۔ یا جنگ ہو سکتی ہے یا پھر سلامتی کونسل میں دوبارہ کوئی قرارداد پاس ہو سکتی ہے جو بھارت کے مفاد کے خلاف ہو۔

سوال: کیا رائے عامہ مظلوم مسلمانوں کے حق میں ہوتی جا رہی ہے؟

ایوب بیگ مرزا: میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ کوئی کایا پلٹ گئی ہے لیکن اس سے مسلمانوں کا امیج بہتر ضرور ہوا ہے۔ مودی اور اس کی انتہا پسند ہندو جماعتیں جو کر رہی ہیں اس سے دنیا کے سامنے یہ بات کھل کر آ گئی ہے کہ کس طرح ایک انتہا پسند قوم سب سے بڑھ کر تشدد کو جنم دے رہی ہے

انتہا پسند ہندو جماعتیں جو کر رہی ہیں اس سے دنیا کے سامنے یہ بات کھل کر آ گئی ہے کہ کس طرح ایک انتہا پسند قوم سب سے بڑھ کر تشدد کو جنم دے رہی ہے

سوال: عرب ممالک یا مسلمان ممالک کی رائے عامہ کشمیریوں کے حق میں ہے؟

رضاء الحق: یہ بات بالکل درست ہے کہ آج کل کی جنگ بہت خطرناک ہے۔ لیکن مصیبت یہ ہے کہ ایک گروہ ہر حالت میں جنگ مسلط کرنا چاہ رہا ہے اور وہ گروہ یہود ہے۔ جب اسرائیل قائم ہوا تھا تو اس وقت عرب ممالک اس کے دشمن تھے کیونکہ یہودیوں نے عربوں کے سینوں میں خنجر گھونپ کر یہ ریاست قائم کی تھی۔ لیکن بعد میں جب عرب ممالک میں تیل نکل آیا اور انہوں نے دنیوی ترقی کر لی تو ان کا ذہن تبدیل ہو کر کاروباری بن گیا اور اب وہ ساری دنیا کے ساتھ تجارت کر رہے ہیں اور اسی نظر سے دنیا کو دیکھتے ہیں۔ انڈیا کے ساتھ کافی عرصہ سے ان کی تجارت چلی آ رہی ہے اور انڈین کی بہت بڑی لیبر بھی عرب ممالک میں موجود ہے۔ اس کے علاوہ دنیا کی تقریباً 80 فیصد ملٹی نیشنل کمپنیز پر انڈین CEOs بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کے آفسز اور ذرائع عرب ممالک میں موجود ہیں۔ وہاں کی بادشاہتوں پر ایک ہی خاندان کافی عرصہ سے حکومت کرتے چلے آ رہے ہیں لہٰذا انہیں بھی اپنا اقتدار قائم رکھنے کے لیے دنیا کو اپنی نظر سے دیکھنا ہوتا ہے۔ بالخصوص ان کی نظریں مغرب کی طرف جاتی ہیں۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ان کی دوسری نسل نے تعلیم بھی مغرب سے حاصل کی ہے اور وہی اب حکمران ہے۔ گویا ان کے ہاں یہ چیز راسخ ہو چکی ہے کہ اصل تہذیب مغربی تہذیب ہے۔ پھر جب آپ شیطان کی پیروی کر لیتے ہیں تو آپ کی نظر میں اللہ اور رسول ﷺ کے احکامات کی بجائے زیادہ اہم یہ چیز ہوتی ہے کہ آپ کا اقتدار کیسے بچ پائے گا اور آپ کی معیشت کیسے ترقی کرے گی۔ پھر اس کے لیے آپ بڑے سے بڑے مشرک اور مسلمانوں کے قاتل کو بھی ایوارڈز دینے سے نہیں کترائیں گے۔ حالانکہ عرب حکمرانوں کو معلوم ہے کہ مودی اور RSS کا ایجنڈا کیا ہے۔ لیکن یہ سب کچھ بھول کر وہ دنیا کو صرف تجارت کی نظر سے دیکھ رہے ہیں۔ ہماری اُن کے لیے نصیحت ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ دنیا کی چمک دمک کے اندر اتنا گم ہو جائیں کہ آپ اس لائن کو کراس کر لیں جو اسلام نے رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب کرے۔

سوال: عربوں کا کام تھا کہ وہاں کی مقدس زمین کو شرک سے بالکل پاک کیا جاتا لیکن مندر بنا کر اور مشرکین کو ایوارڈ دے کر وہاں مشرکین کو اب اہمیت کیوں دی جا رہی ہے؟

ایوب بیگ مرزا: سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی نے جہاں انسان کو بہت سے فائدے پہنچائے ہیں وہاں سب سے بڑا نقصان یہ ہوا کہ پوری دنیا مادہ پرستی کا شکار ہو گئی۔ آج دنیا کی نظر میں مال و دولت ہی سب کچھ ہے جبکہ مذہب و اخلاقیات کی کوئی حیثیت نہیں۔ جب سے سرمایہ دارانہ نظام دنیا پر مسلط ہوا ہے اس نے اس تصور کو پختہ تر کر دیا ہے کہ جس کے پاس سرمایہ ہوگا اُسی کا نظام چلے گا۔ یعنی might is right۔ جس کے پاس طاقت ہو اسی کی بات مانی جائے گی۔ چونکہ آج کے دور میں جنگی ساز و سامان اتنا مہنگا ہے لہٰذا اس کو وہی خرید سکتا ہے جس کے پاس پیسہ ہو۔ لہٰذا آج پیسہ اور سلامتی آپس میں جڑ گئے ہیں اور اس کی بنیاد پر دنیا پر راج کیا جاتا ہے۔ لہٰذا جس وقت یہ اصول چھا گیا کہ سب کچھ پیسہ ہی ہے تو مذہب خود بخود پیچھے چلا گیا۔ لہٰذا اب عرب حکمرانوں کے نزدیک اہم ترین شے اپنی کرسی اور اپنے ملک کی حفاظت ہے۔ میں یہی کہوں گا کہ یہ بہت بڑا المیہ ہے کہ عرب میں شرک دوبارہ داخل ہو رہا ہے حالانکہ یہ عرب پہلے مشرک ہی تھے لیکن اللہ کے نبی ﷺ نے ان کو مسلمان اور انسان بنایا۔ آج وہاں کسی مندر کا بن جانا انتہائی شرمناک بات ہے۔ لیکن ہمیں بھی چاہیے کہ اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ کوئی زیادہ

جارحانہ رویہ نہ اپنائیں بلکہ بہت پیار اور محبت سے انہیں سمجھانے کی کوشش کریں۔ ہوسکتا ہے کہ آنے والے وقت میں پاکستان بھی معیشت کے معاملے میں اپنے پاؤں پر کھڑا ہو اور پھر ہمیں ان سے کسی قسم کی دشمنی پر پچھتانا پڑے۔ ایک دن عربوں کو یہ سمجھنا پڑے گا کہ سورج مشرق کی بجائے مغرب سے نکل سکتا ہے لیکن مشرک اسلام دشمنی نہیں چھوڑ سکتا۔ انڈیا کے ایک ٹی وی چینل نے بی جے پی کے ایک راہنما کی تقریر دکھائی جس میں وہ کہہ رہا تھا کہ جو لوگ کشمیر میں یہ نعرہ لگا رہے ہیں: کشمیر بنے گا پاکستان تو ان کو گردن سے پکڑ کر ان کا سانس روک دو اور ان کو اس وقت تک مارتے رہو جب تک وہ دوبارہ ہندو نہیں بن جاتے۔ ان کے یہ جذبات ہیں۔ لیکن ہمارے عربوں کو یہ سمجھنا چاہیے کہ مشرک صرف پاکستان کا دشمن نہیں ہے بلکہ وہ اسلام اور مسلمان کا دشمن ہے۔ ہم یہ چاہیں گے کہ عرب بھائی مشرک کی اصل ذہنیت کو سمجھ لے جسے قائداعظم نے 1937-38ء میں سمجھ لیا تھا کہ ہندو کی ذہنیت کبھی تبدیل نہیں ہوگی۔

سوال: کچھ تجزیہ نگاروں کے مطابق اگر عرب ممالک ہمارے دشمن بھارت کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ تو ہمیں ان کے دشمن اسرائیل کو تسلیم کر لینا چاہیے۔ یہ کیا منطق ہے؟

رضاء الحق: اسرائیل کو تسلیم کرنے کے حوالے سے کچھ دانشوروں نے یہ بات کہی ہے لیکن وہ تاریخ اور قرآن وسنت کے علم سے عاری ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ اسرائیل کی ریاست ناجائز ریاست ہے کیونکہ یہودیوں کو کوئی حق نہیں کہ وہاں آکر آباد ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ بنی اسرائیل میں واضح انداز میں ان کو وہاں سے نکالا ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آرتھوڈاکس جیوز دنیا میں جہاں موجود ہیں آج بھی اسرائیل کی تائید نہیں کرتے بلکہ مخالفت کرتے ہیں۔ یہ تو صیہونی تحریک کے نتیجے میں وجود میں آیا ہے۔ اس کے لیے ایک سازش کے تحت خلافت کے ادارہ کو ختم کیا گیا۔ قرآن مجید کا ارض مقدس کے حوالے سے واضح نظریہ موجود ہے کہ وہاں صرف متقی لوگ حکومت کر سکتے ہیں۔ صیہونی کہتے ہیں کہ ہمیں ہولوکاسٹ کے نتیجہ میں یہاں آنے کی ضرورت پڑی حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ ہولوکاسٹ سے پہلے 1917ء میں وہاں آنا شروع ہوئے۔ اس وقت اسرائیل یہ قوانین بنا رہا ہے کہ وہاں پر صرف یہودی رہ سکتے ہیں، حقوق صرف یہودیوں کو حاصل ہوں گے۔ باقی تمام سیکنڈ گریڈ شہری ہوں گے۔ امریکہ نے بھی فلسطین کا نام ریاستوں کی فہرست سے نکال دیا ہے۔ فلسطینی لیڈر محمود عباس نے بھی مودی کو ایک ایوارڈ دیا ہے۔ کشمیر ہو یا فلسطین، اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ یہاں ایک وقت میں اسلام کا نظام قائم ہوگا لیکن اس سے پہلے مشکلات بہت زیادہ ہیں۔ جب بھی دنیا میں لوگوں کو بھیجا گیا ان کو آزمائش اور امتحان کے لیے بھیجا گیا۔ قوموں پر مشکل وقت آتے ہیں، ان کو صبر کا مظاہرہ کرنا پڑتا ہے اور پھر اتنی طاقت حاصل کرنی پڑتی ہے کہ وہ دوسرے کے ساتھ مقابلہ کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ موجود ہے کہ بالآخر اسلام غالب ہوگا۔ کب ہوگا یہ وقت اللہ تعالیٰ کو ہی معلوم ہے۔ لہٰذا ہمیں ڈرنا نہیں چاہیے اور نہ مایوس ہونا چاہیے۔ یہ ضرور ہے کہ جنگ کی خواہش نہیں کرنی چاہیے لیکن اگر دوسرا کوئی جنگ مسلط کر دے تو پھر ڈٹ کر لڑنا چاہیے نہ کہ سرنڈر کرنا چاہیے۔ کشمیر اور فلسطین میں حریت پسند اپنے مقصد کے لیے لڑتے ہیں۔

> اسرائیل سے ہماری دشمنی عربوں کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اسرائیل ہمارا دشمن اس لیے ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے یہود اور مشرکین کو مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن قرار دیا ہے۔

ایوب بیگ مرزا: میں یہی کہوں گا کہ جب سے ہم دین سے دور ہوئے ہیں اس وقت سے ہم مسائل کا شکار ہیں۔ ایک معروف اینکر نے کہا تھا کہ اگر عرب انڈیا سے ملتے ہیں تو ہمیں بھی اسرائیل سے ملنے کے بارے میں سوچنا چاہیے۔ ایسی باتیں یہاں اکثر کہی جاتی ہیں لیکن وہ لوگ احمق ہیں جو ایسی باتیں کرتے ہیں۔ یہودیوں سے ہماری دشمنی عربوں کی وجہ سے نہیں ہے۔ بلکہ وہ ہمارے دشمن اس لیے ہیں کہ انہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ہمارا دشمن قرار دیا ہے۔ قرآن میں واضح کہا گیا ہے کہ:

''تم لازماً پاؤ گے اہل ایمان کے حق میں شدید ترین دشمن یہود کو اور ان کو جو مشرک ہیں۔'' (المائدہ:82)

لہٰذا جب اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ یہ کبھی تمہارے دوست نہیں ہو سکتے تو ہم انہیں اپنا دوست کیسے سمجھ لیں۔ ہمارا جب بھی ان کے ساتھ کوئی مقابلہ ہوگا تو کسی اور وجہ سے نہیں ہوگا بلکہ اسلام کی وجہ سے ہوگا۔ پھر یہ کہ اسرائیل کے بارے میں قائداعظم نے کہا تھا کہ اسرائیل مغرب کا ناجائز بچہ ہے۔ اسی طرح پاکستان کے پہلے وزیراعظم لیاقت علی خان جب امریکہ کے دورے پر گئے تو وہاں یہودیوں نے ان کے اعزاز میں ایک دعوت کا بندوبست کیا اور درخواست کی کہ اگر آپ اسرائیل کو تسلیم کر لیں تو ہم پاکستان میں دودھ اور شہد کی نہریں بہا دیں گے۔ لیاقت علی خان نے جو جواب دیا وہ تاریخی تھا:

gentlemen!our souls are not for sale.

گویا لیاقت علی خان کے نزدیک یہودیوں سے کوئی رعایت حاصل کرنا اپنی روح بیچنے کے مترادف تھا۔ لہٰذا اسرائیل کے ساتھ ہمارا اختلاف کسی دوسرے ملک کی وجہ سے نہیں بلکہ صرف دینی اور نظریاتی ہے۔ اصل میں اسرائیل مشرق وسطیٰ کے تمام عرب ممالک کو اپنے زیرنگیں کر چکا ہے اور اگر اسے کوئی مزاحمت درپیش ہے تو وہ پاکستان کی طرف سے ہے۔ اگر پاکستان اسرائیل کو تسلیم کر لے تو بقول اس اینکر کے پھر اسرائیل کے لیے کوئی مزاحمت نہیں رہے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ عوام کو اس معاملے پر کھڑا ہونا چاہیے کہ آخر اسرائیل کو تسلیم کرنے کی باتیں کیوں ہو رہی ہیں؟ اس اینکر کے پیچھے اگر حکومت ہے تو اس کو بھی ہم صاف کہہ دیتے ہیں کہ اگر حکومت نے اس طرف کوئی پیش رفت کی تو اسے مسلمانان پاکستان کی طرف سے زبردست ردعمل کا سامنا کرنا پڑے گا۔ پاکستان اسرائیل سے کوئی تعلقات کسی بھی صورت میں نہیں رکھ سکتا۔ کیونکہ یہ عربوں کا معاملہ نہیں ہے بلکہ یہ اسلام، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا معاملہ ہے اور یہ ہمارے سیاسی قائدین کا معاملہ ہے۔ قرآن کی یہ بات برحق ہے کہ یہود و ہنود ہی ہمارے بدترین دشمن ہیں۔

☆☆☆

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

ضرورت رشتہ

☆ راولپنڈی کی رہائشی مہر آرائیں فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 25 سال، دینی تعلیم درس نظامی + ایک سالہ رجوع الی القرآن کورس، دنیوی تعلیم بی اے، امور خانہ داری میں ماہر کے لیے دین دار، برسر روزگار ترجیحاً راولپنڈی اسلام آباد کے رہائشی لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0331-9148936

وٹس ایپ: 0316-5275098

دعوتِ دین کی محنت

قرآن وسنت کی روشنی میں

فریداللہ مروت

دعوت دین کا مطلب ہے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ اور سچے دین کی طرف بلانا، تاکہ وہ اپنی زندگی دین حق کی روشنی میں بسر کریں اور دنیا وآخرت میں کامیاب ہو جائیں۔ دین کی دعوت ایک اہم فریضہ ہے۔ اس فریضہ کی ادائیگی کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی طرف انبیاء ورسل کو بھیجا، تاکہ وہ لوگوں کو صراط مستقیم کی طرف دعوت دیں۔ اللہ تعالیٰ نے رسول بھیج کر اور آسمانی کتابیں نازل فرما کر لوگوں پر حجت قائم کر دی تاکہ وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ ہم تو جانتے ہی نہ تھے، ہمارے پاس تو کوئی خوشخبری سنانے والا یا عذاب الٰہی سے خبردار کرنے والا آیا ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

﴿لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ﴾ (الحدید: 25)

''ہم نے اپنے پیغمبروں کو کھلی نشانیاں دے کر بھیجا، اور ان پر کتابیں نازل کیں اور ترازو (یعنی قواعد عدل) تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں۔''

اللہ نے سلسلۂ رسالت افضل الرسل امام الانبیاء سیدالکونین حضرت محمد ﷺ پر ختم کر دیا۔ آپؐ نے پیغام الٰہی کو لوگوں تک پہنچایا اور امانت کا حق ادا کر دیا۔ آپؐ نے امت کے ساتھ خیر خواہی کا حق ادا کر دیا۔ اللہ کی طرف سے امت کو خفیہ اور علانیہ دعوت دی۔ آپؐ نے دعوت حق کا فریضہ احسن طریقہ سے سرانجام دیا جیسا کہ پہلے انبیاء ورسل نے سرانجام دیا تھا۔ آپؐ نے راہِ حق میں صبر وتحمل کا مظاہرہ کیا جیسا کہ پہلے رسولوں نے کیا تھا۔ بلکہ ان سے بڑھ کر اس راہ میں آمدہ تکالیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے ذریعے اپنا دین غالب کر دیا۔ دین الٰہی کی تکمیل فرما کر اور اِسے نقطۂ عروج پر پہنچا کر آپؐ اس دنیائے فانی سے رحلت فرما گئے۔ آپؐ نے قرآن وسنت کی شکل میں دین وہدایت کا جو سرمایہ عنایت فرما دیا ہے وہ اس قدر جامع، اس قدر کامل اور اس قدر واضح اور سہل ہے کہ اب نہ کسی نبوت اور رسالت کی ضرورت ہے، نہ کسی نئے دین کی۔

آپؐ کے بعد آپؐ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس بارِ امانت کو اٹھا کر اس کٹھن راہ پر دیوانہ وار چل نکلے۔ دعوت الی اللہ کا فریضہ سرانجام دیتے ہوئے چہار دانگ عالم میں داعیانِ حق اور مجاہدین فی سبیل اللہ کی صورت میں پھیل گئے، اور راہِ خدا میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا نہ کی اور پیغام خداوندی کو مسلسل لوگوں تک پہنچاتے رہے۔ اللہ کا خوف دل میں رکھا اور اس کے سوا کسی سے نہ ڈرے۔ دین الٰہی کی نشر واشاعت کرتے رہے اور لوگوں کو قرآن کی تعلیم دیتے رہے۔ تاکہ لوگ شرعی احکامات کی پابندی کریں، حدود اللہ کا خیال رکھیں اور ان چیزوں سے رُک جائیں جو ان کے لئے دنیا و آخرت میں نقصان دہ ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے بعد تابعین اور تبع تابعین رشد وہدایت کے امام صحابہ کرام ؓ کے نقش قدم پر چلے۔ انہوں نے اس بارِ امانت کو اٹھایا اور صدق دل، صبر وتحمل اور خلوص نیت کے ساتھ اس کا حق ادا کیا، اور جو لوگ دین حق سے منحرف ہو گئے ان کے خلاف علَمِ جہاد بلند کیا۔

ان گزارشات سے یہ بات واضح ہو گئی کہ دعوت دین ایک اہم ترین فریضہ ہے اور امت ہر دور میں اس کی محتاج رہی ہے۔ دعوت وتبلیغ کی ذمہ داری ہر امتی پر عموماً اور ہر عالم دین پر خصوصاً عائد ہوتی ہے۔ آج ہم میں سے ہر ایک نے داعی بننا ہے اور حسب استطاعت دعوت وتبلیغ کا کام کرنا ہے۔ اس عظیم کام کے لئے جان ومال اور اوقات کی قربانی دینی ہے۔ کتاب وسنت میں دعوت الی اللہ کی فرضیت اور فضیلت کے متعلق بہت سے دلائل پائے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (١٠٤)﴾ (آل عمران: 104)

''اور تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور بُرے کاموں سے منع کرے۔ یہی لوگ ہیں جو نجات پانے والے ہیں۔''

﴿اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ؕ﴾ (النحل :125)

(اے پیغمبر) لوگوں کو دانش اور نیک نصیحت سے اپنے پروردگار کے راستے کی طرف بلاؤ اور بہت ہی اچھے طریقے سے ان سے مناظرہ کرو۔''

﴿وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝﴾ (القصص:87)

''اور اپنے پروردگار کی طرف بلاتے رہو اور مشرکوں میں ہرگز نہ ہونا۔''

﴿قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ؕ﴾ (یوسف:108)

''کہہ دو میرا رستہ تو یہ ہے۔ میں لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں (از روئے یقین و برہان) سمجھ بوجھ کر اور میرے پیرو بھی۔''

﴿وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝﴾ (حمٓ السجدہ:33)

''اور اس شخص سے بات کا اچھا کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور عمل نیک کرے اور کہے کہ میں فرماں بردار ہوں۔''

رسول اکرم ﷺ کی حیات طیبہ جملہ اہل اسلام کے لئے عموماً اور علمائے کرام کے لئے خصوصاً اسوۂ حسنہ ہے۔ سیدالمرسلین ورحمۃ للعالمین ﷺ خود دعوت وتبلیغ کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: ''جس نے بھلائی کے کام کی طرف کسی کی رہنمائی کی اس کو بھلائی کا کام کرنے والے کے برابر اجر ملے گا۔'' (صحیح مسلم)

رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی ؓ سے فرمایا: ''اللہ کی قسم! تمہارے ذریعے اللہ تعالیٰ اگر ایک شخص کو ہدایت دے دے تو یہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ بہتر ہے۔'' (متفق علیہ) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''تو اہل علم یا طالب علم یا علم کی باتوں کو سننے والا بن جا، چوتھی کوئی صورت اختیار نہ کرو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔'' (سنن دارمی)

حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص تم میں سے کسی منکر (برائی) کو دیکھے اسے چاہیے کہ وہ اس کو اپنے ہاتھ سے روکے (یعنی مٹا دے) سو اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو اپنی زبان سے (اس کے خلاف بات کرے) اور اگر اس کی

استطاعت نہ ہو تو اپنے دل سے (اس کو برا جانے) اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔'' (صحیح مسلم)

دعوت الی اللہ میں غفلت اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے فریضہ میں کوتاہی دنیا و آخرت میں تباہی کی موجب ہے۔ اس غفلت پر دعاؤں کی عدم قبولیت کی وعید ہے۔ اس فریضہ سے غفلت کے نتیجے میں ہلاکت وتباہی کو نبی اکرم ﷺ نے ایک مثال سے واضح فرمایا ہے۔

صحیح بخاری کی ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے منع کردہ امور میں مداہنت کرنے والے اور ان کا ارتکاب کرنے والے شخص کی مثال یوں ہے کہ کچھ لوگوں نے ایک بحری جہاز میں بیٹھنے کے لیے قرعہ اندازی کی۔ کچھ لوگ اس کے نیچے کے حصے میں جمع ہو گئے اور کچھ اس کے اوپر کے حصے میں۔ پس ایک شخص جو اس کے نیچے کے حصے میں تھا، اوپر والوں کے پاس سے پانی وغیرہ لینے کے لیے گزرتا رہا تو انہوں نے اس کی تکلیف محسوس کی (اور ناگواری کا اظہار کیا) ردعمل میں اس نے کلہاڑا لیا اور جہاز کے نچلے حصے میں سوراخ کرنا شروع کر دیا، تاکہ اپنی پانی کی ضرورت پوری کر سکے۔ پھر وہ سب اس کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ اس نے کہا کہ تم نے میری (آمد و رفت کی وجہ سے) تکلیف محسوس کی تھی حالانکہ پانی حاصل کیے بغیر میرے لیے کوئی چارہ کار نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: اب اگر وہ اس کے ہاتھوں کو روک لیتے ہیں تو اس کو بھی بچالیں گے اور اپنے آپ کو بھی بچالیں گے، اور اگر اُسے اس کی حالت پر چھوڑ دیتے ہیں تو وہ بھی ہلاک ہو جائے گا اور باقی مسافر بھی ہلاک ہو جائیں گے۔

پس اسلامی معاشرہ ایک بحری جہاز کی مانند ہے اور اس میں برائی کا ارتکاب کرنا بحری جہاز کے نچلے حصے میں سوراخ کرنے کے برابر ہے، اور اس برائی کے خلاف جدوجہد نہ کرنا ایسا ہے جیسے کسی جہاز کو غرق ہو جانے کے لئے چھوڑ دیا جائے۔

حقیقت یہ ہے کہ جب تک مسلمانوں کو یہ معلوم نہ ہو جائے کہ اسلام محض عبادات اور رسومات کا مذہب نہیں بلکہ ایک دین ہے جو انسانی زندگی کے انفرادی اور اجتماعی تمام گوشوں کے لیے رہنمائی دیتا ہے۔ مسلمانوں کا کوئی ملک اس وقت تک اسلامی ملک نہیں کہلا سکتا جب تک حکومتی ایوانوں سے لے کر عام آدمی کی زندگی میں شریعت محمدی رچ بس نہ جائے۔

دعوت دین اسلام کے جسم میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس پر اسلام کی بنیاد، اسلام کی قوت، اسلام کی وسعت اور اسلام کی کامیابی منحصر ہے، اور آج پہلے سے بڑھ کر اس کی ضرورت ہے اور غیر مسلمانوں کو مسلمان بنانے سے زیادہ اہم کام مسلمانوں کو مسلمان، نام کے مسلمانوں کو کام کے مسلمان بنانا ہے۔ حق یہ ہے کہ آج مسلمانوں کی حالت دیکھ کر قرآن کی یہ ندا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا﴾ (النساء:136)

''اے مسلمانو! مسلمان بنو۔''

آیت کے اس حصہ کی تشریح میں محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ فرماتے ہیں: ''یہاں خطاب مؤمنوں سے ہے اور انہیں کہا جا رہا ہے کہ ایمان لاؤ۔ مثلاً ایک شخص ہندو، عیسائی یا پارسی تھا اس نے جونہی کلمہ پڑھا وہ قانوناً مسلمان ہو گیا۔ ایسے شخص سے کہا جا رہا ہے کہ اس پر اکتفا نہ کرو، اصل ایمان تو تب ہو گا جب یہ دل میں داخل ہو گا اس اصل ایمان کو حاصل کرنے کی فکر کرو اور یہی آخرت میں کام آئے گا۔''

تنظیم اسلامی کے فکری اسلامی مہم کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ پہلے اپنی ذات پر مکمل دین کو نافذ کیا جائے اور پھر پورے زور شور سے اس دعوتی مہم کے ذریعے شہر شہر، گاؤں گاؤں اور در در پھر کر مسلمانوں کو مسلمان بنانے کا کام کیا جائے اور اس راہ میں وہ جفاکشی، وہ محنت کوشی اور وہ ہمت اور وہ قوت مجاہدہ صرف کی جائے جو دنیا دار لوگ دنیا کے عز و جاہ اور حصول طاقت میں صرف کر رہے ہیں، جس حصول مقصد کی خاطر ہر متاع عزیز کو قربان کرنے اور ہر مانع کو بیچ سے ہٹانے کے لیے ناقابل تسخیر طاقت پیدا ہوتی ہے، کشش سے، کوشش سے، جان و مال سے، ہر راہ سے اس میں قدم آگے بڑھایا جائے اور حصول مقصد کی خاطر وہ جنون کی کیفیت اپنے اندر پیدا کی جائے جس کے بغیر دین و دنیا کا نہ کوئی کام ہوا ہے اور نہ ہو گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں دعوت کے کام کے لیے قبول فرما کر زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کی توفیق دے۔ اور برائی سے بچنے اور دوسروں کو بچانے کی بھی ہمیں ہمت اور طاقت دے۔ آمین

دعوت فکرِ اسلامی مہم

تنظیمِ اسلامی کا پیغام
نظامِ خلافت کا قیام

بانئ تنظیم: ڈاکٹر اسرار احمدؒ
امیر تنظیم: حافظ عاکف سعید

ہمارا نصب العین:
اللہ کی رضا اور
اُخروی نجات کا حصول ہے

تنظیمِ اسلامی
www.tanzeem.org

سانحۂ کربلا

صاحبزادہ خورشید احمد گیلانی

دنیا میں کسی شخص کے لیے عزت و احترام کے نقطۂ نظر سے یہ حوالہ بہت اہمیت رکھتا ہے کہ وہ کسی نامور روحانی اور دینی خانوادے کا فرد ہو، کسی اونچے معاشرتی خاندان کا سپوت ہو، کسی مسلمہ علمی شخصیت کا عزیز ہو، کسی ممتاز اور مشہور ادیب اور خطیب کا جگر گوشہ ہو، اس طرح کی کوئی نسبت اس شخص کے لیے عزت و وقار کی دائمی سند کا درجہ رکھتی ہے، دنیا بھر میں اس طرح کا کوئی بھی حوالہ لائق توجہ سمجھا جاتا ہے کم ازکم ایک دو نسلیں تو اس احساس سے معمور رہتی ہیں اور کوئی بھی اس اعزاز و استحقاق سے محروم نہیں کرسکتا۔

بایں ہمہ اگر وہ شخص ان حوالوں کے ساتھ ساتھ اگر خود بھی کوئی روحانی، سیاسی، معاشرتی، علمی اور ادبی حیثیت کا حامل ہو تو یہ سونے پر سہاگے والی بات ہے اور اس کو ’’قران السعدین‘‘ بھی کہا جاتا ہے۔

اس پس منظر میں جب ہم حضرت سیدنا حسین ؓ کی تاریخی بلکہ صحیح تر لفظوں میں تاریخ ساز شخصیت کا جائزہ لیتے ہیں، تو ایک خوشگوار حیرت ہوتی ہے کہ حضرت سیدنا حسین ؓ اپنی دیگر خصوصیات کی طرح اس خصوصیت میں بھی انفرادی شان کے حامل نظر آتے ہیں۔

کوئی شخص اندازہ کرسکتا ہے کہ کیا کیا نسبتیں اور کیسی کیسی عظمتیں حضرت سیدنا حسین ؓ کے حصے میں آئیں، وہ کس کے نواسے، کس کے نورِ نظر، کس کے لختِ جگر اور کس کے بھائی ہیں؟ ایک ایک نسبت کی بزرگی اور رفعت کو دیکھنے کے لیے کوہ ہمالیہ جیسا قد کاٹھ چاہیے۔ اس کے بعد بھی ٹوپی گرنے کا احتمال بلکہ یقین ہے۔

حضرت امام حسین ؓ کو سید عالم پیغمبر آخر واعظم ﷺ کا نواسہ ہونے کا لازوال شرف حاصل ہے۔ حسین ؓ کا نانا ﷺ وہ جس کے نام سے نبضِ ہستی تپش آمادہ اور خیمہ افلاک ایستادہ ہے، جس کی نسبت معراج انسانیت ہے، جس کی ذات سے اعتبار کائنات ہے، جس کا وجود برہانِ الٰہی ہے، جس کی ہستی آئینہ ربانی ہے، جس کا قول حدیث اور جس کا عمل سنت ہے، جس کی خلوت خود آگاہی اور جلوت خدا آگاہی کا مرقع تھی، جس کی بشریت آبروئے آدمیت اور جس کی نبوت رہبر انسانیت ہے، جس کے نور سے شبستانِ عالم چمک اور جس کے رنگ و بو سے چمنستان دہر مہک رہا ہے، جس کی خاک راہ سرمہ چشم بصیرت اور جس کا نقش کف پا جادہ طریقت و معرفت ہے، جس کا خیال الہام اور جس کا نطق وحی ہے، وہی سید عالم ﷺ حسین ؓ کے نانا ہیں، جن کے قدموں کی آہٹ سن کر کوئی خضر بنا اور جن کے در کی بھیک پا کر کوئی سکندر کہلایا۔

حسین ؓ کا بابا حضرت علی ؓ، جس کی پیشانی سجدہ غیر اللہ سے کبھی آلودہ نہیں ہوئی، جس کی ایک ایک سانس میں خوشبوئے نبی ﷺ بسی رہی، جس کو ’’باب العلم‘‘ کا لافانی خطاب حاصل ہے، جو ہر میدانِ جنگ میں ’’حیدر کرار‘‘ کہلایا، جس کی سیاست پر عبادت کا رنگ غالب رہا، جس کی روحانیت ہر سلسلۂ تصوف کا سرچشمہ ٹھہری ہے، جس کو کعبے میں ولادت اور مسجد میں شہادت نصیب ہوئی۔

حسین ؓ نے کس کی آغوش میں جنم لیا؟ خاتونِ جنت کی آغوش میں! جس کی آغوش کا تقدس عرش کے تقدس سے کسی صورت کم نہیں، جس کی چادر کا گوشہ سایۂ جنت ہے، جس کے گھر کی چار دیواری کا جبریل ؑ نے کئی بار طواف کیا، جس کے وجود کو زبان نبوت نے ’’گوشہ دل‘‘ اور ’’لختِ جگر‘‘ کہا، جس کی عفت دلیل عصمت ہے، جس کا نام لینے کے لیے زبان کو کئی بار مشک و گلاب سے وضو کرنا پڑتا ہے۔ جس کی ناخوشی کا کبھی رسول ﷺ بھی متحمل نہیں رہا، جس کے گھر میں احتراما سورج کی شعاع نے کبھی جھانک کر نہیں دیکھا۔

امام حسن ؓ کا اصل کمال اور انفرادیت یہ ہے کہ وہ اتنی عظیم نسبتوں اور شاندار حوالوں سے جڑے ہوئے ہیں، لیکن اس طرح کے حوالے جہاں کسی کو بہت اونچا مقام دیتے ہیں وہاں اس کا نام گم ہو جانے کا مسئلہ بھی پیدا کر دیتے ہیں۔ سیدنا حسین ؓ ان حوالوں سے ایک مقدس اور محترم پہچان کے حامل تو ہیں ہی اس کے ساتھ ساتھ تاریخ میں ان کا اپنا ایک مستقل مقام اور معزز نام بھی موجود ہے۔

عظمت و حرمت کی کہکشاں میں ممکن ہوتا ہے کہ ایک آدھ ستارہ دب جائے اور رنگت و نکہت سے معمور گلستان میں اندیشہ ہوتا ہے کہ کچھ پھول اپنی بہار نہ دکھا سکیں، مگر اس کہکشاں میں ہر ستارہ روشن اور اس گلزار میں ہر پھول پُر بہار نظر آتا ہے۔

امام حسین ؓ نے یزید کے مقابلے میں استقامت دکھا کر اور میدانِ کربلا میں دادِ شجاعت دے کر نہ صرف اپنے عہد میں غرور و ملوکیت توڑا بلکہ پوری تاریخ کا رخ موڑ دیا۔

❁❁❁

دعائے صحت کی اپیل

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، مقامی تنظیم مردان کے ملتزم رفیق محترم مراد علی پر فالج کا حملہ ہوا ہے۔

برائے بیمار پرسی: 0300-5851120

اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء واحباب سے بھی ان کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَاشِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُکَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا

دعائے مغفرت

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ

☆ حلقہ سرگودھا کی مقامی تنظیم غربی کے امیر عبدالرحمٰن اور نقیب اسرہ عمر فاروق کی والدہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0331-7628707
0345-3210740

اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھَا وَارْحَمْھَا وَاَدْخِلْھَا فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھَا حِسَابًا یَّسِیْرًا

کشمیر کیسے آزاد ہو گا؟

مرتب: احمد علی محمودی

تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام ''مقبوضہ کشمیر کیسے آزاد ہوگا؟'' کے عنوان سے ایک سیمینار یکم ستمبر 2019ء کو قرآن آڈیٹوریم گارڈن ٹاؤن لاہور میں زیر صدارت امیر تنظیم اسلامی جناب حافظ عاکف سعید منعقد ہوا۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض عطاء الرحمان عارف نے ادا کیے۔ سیمینار میں رفقاء واحباب کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا جس کی سعادت قاری احمد ہاشمی نے حاصل کی۔ اس کے بعد سید کلیم اللہ شاہ نے نعت رسول مقبول ﷺ پیش کی اور کلام اقبال پڑھ کر سنایا۔ سیمینار سے مقررین نے اپنے جن خیالات کا اظہار کیا ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

حافظ عاکف سعید (امیر تنظیم اسلامی): کشمیر تب آزاد ہوگا جب ہم اللہ سے کیا ہوا اپنا وعدہ پورا کریں گے یعنی ملک میں اسلامی نظام نافذ کریں گے۔ کیونکہ مسلمانوں کے لیے اللہ کی مستقل سنت ہے جو اللہ نے قرآن مجید میں بیان فرما دی ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ⑦﴾

''اے اہل ایمان! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور وہ تمہارے قدموں کو جما دے گا۔'' (محمد:7)

اللہ کی مدد مشروط ہے۔ اللہ کی مدد تب آئے گی جب ہم اللہ کے دین کے مددگار بن جائیں گے اور اس کے نتیجے میں اللہ ہمارے قدموں کو جما دے گا۔ لیکن ہم اللہ کی مدد کے اس راستہ کو نظر انداز کیے ہوئے ہیں۔ ہمارا حال یہ ہے کہ ہم اقوام متحدہ اور امریکہ کی طرف دیکھ رہے ہیں۔

بنا کر فقیروں کا بھیس غالبؔ
تماشائے اہل کرم دیکھتے ہیں

ہماری حالت بھی کچھ ایسی ہی ہے۔ حالانکہ مسلمانوں کے ذمہ ہے کہ وہ روئے زمین پر اللہ کے دین کو قائم کرنے کی جدوجہد کریں، اگر ہم یہ کام نہیں کرتے تو اللہ کی نظر میں ہم مجرم ہیں۔ خاص طور پر ہم نے اللہ سے پاکستان اسی وعدے پر مانگا تھا کہ اے اللہ! اگر تو ہمیں ایک خطۂ زمین عطا کرے گا تو ہم اس میں اللہ کے دین کو قائم و نافذ کریں گے۔ آج اس راستے میں کون رکاوٹ ہے؟ ہندو، سکھ یا پارسی؟ جبکہ 96 فیصد یہاں مسلمان ہیں۔ جب ہم نے اللہ سے کیا ہوا وعدہ پورا نہیں کیا تو ہم پر 1971ء میں عذاب کا کوڑا برسا، جس سے ہمارے وجود کا آدھا حصہ کٹ کر ہم سے الگ ہو گیا۔ لیکن اس کے باوجود ہم نے اس عظیم سانحہ سے بھی سبق حاصل نہیں کیا۔ اب تک ہمارا نظام وہی ہے جو انگریز چھوڑ کر گیا۔ کیا ہماری عدالتوں میں شریعت کے مطابق فیصلے ہوتے ہیں؟ ہرگز نہیں بلکہ جو شرعی عدالت بنائی ہے اس کے بھی اختیارات محدود کر دیے گئے ہیں تاکہ وہ انگریز کے بنائے ہوئے نظام میں مداخلت کا ارتکاب نہ کر سکے۔ اسی طرح معاشی طور پر ہم ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف کے غلام بنے ہوئے ہیں، پوری قوم قرضوں میں جکڑی ہوئی ہے، ہر طرف رشوت اور بدعنوانی و لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم ہے اور ہمارا پورا معاشی نظام سود کی بنیاد پر کھڑا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سخت ترین وارننگ دی ہوئی ہے کہ:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٢٧٨﴾﴾

''اے ایمان والو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور سود میں سے جو باقی رہ گیا ہے اُسے چھوڑ دو اگر تم واقعی مؤمن ہو۔''

﴿فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ﴾ ''پھر اگر تم نے ایسا نہ کیا تو خبردار ہو جاؤ کہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے تمہارے خلاف اعلانِ جنگ ہے۔'' (سورۃ البقرہ:278،279)

ان حالات میں کہ ہم اللہ کے غضب کو آواز دے رہے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے اعلان جنگ کو چیلنج کیے ہوئے ہیں تو اللہ کی مدد ہمارے لیے کیسے نازل ہوگی؟ ہم تو عذاب میں ہیں۔ معاشی، سیاسی اور معاشرتی ہر لحاظ سے محکوم ہیں۔ اس لیے کہ ہم اللہ کے دین سے بغاوت اور سرکشی پر آمادہ ہیں اور اللہ کے دین کے دشمنوں کے ساتھ کھڑے ہوئے ہیں۔ جبکہ اللہ کی مدد تو تب آئے گی جب ہم اللہ کے دین کے وفادار بنیں گے، اللہ کے دین کو قائم و غالب کرنے کے لیے جدوجہد کریں گے۔ اس کی واضح مثال افغان طالبان ہیں جو نہتے ہونے کے باوجود عالمی طاقتوں کے مقابلے میں اللہ کی مدد اور نصرت کے ساتھ سرخرو ہوئے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم سب سے پہلے اپنے وجود پر، پھر اپنے گھر بار پر اور اس کے بعد اپنے ملک پر اسلام کو نافذ کرنے کی جدوجہد کریں۔ ہر کوئی اپنی بساط کے مطابق اس میں اپنا حصہ ڈالے تاکہ قیامت کے دن ہم اللہ کے سامنے جواب دے سکیں۔ اگر ہم بحیثیت مسلمان اپنی اس ذمہ داری کو نبھانے کی جدوجہد کریں گے تو تب

وہ سب کچھ ہوگا جس کا ہم خواب دیکھ رہے ہیں ۔تب نہ صرف کشمیر آزاد ہو کر پاکستان بن جائے گا بلکہ پورے ہندوستان میں کئی پاکستان بنیں گے ۔

فرید احمد پراچہ (نائب امیر جماعت اسلامی): مقدمہ کشمیر کے تین فریق ہیں، جس میں پہلا فریق بھارت ہے جو کشمیر کو اپنا اٹوٹ انگ کہتا ہے ،اس کا دعویٰ ہے کہ کشمیری آزاد ہیں ،ان کی اپنی اسمبلی اور اپنا جھنڈا ہے ،انہیں انتخابات میں رائے شماری کی آزادی ہے ، یہ اپنی پالیسیاں وضع کرنے میں آزاد ہیں ۔جبکہ دوسرا فریق مقبوضہ کشمیر کے عوام ہیں جو پاکستانی پرچم اٹھائے ہوئے اپنے گھروں سے نکلتے ہیں، جلسے کرتے اور جلوس نکالتے ہیں اور ان کا یہ نعرہ ہے ،''کشمیر بنے گا پاکستان'' ۔یہ لوگ پرچم اٹھائے اپنے سینے پر گولیاں کھاتے ہیں اور اسی پرچم کے ساتھ انہیں دفنایا جاتا ہے ،یہ عمل وادی میں مسلسل جاری ہے ، کشمیر کے جواں ہمت بزرگ قائد سید علی گیلانی کا بھی یہ نعرہ ہے ۔''ہم پاکستانی ہیں ، پاکستان ہمارا ہے'' ۔مقدمہ کشمیر کا تیسرا فریق پاکستان ہے ،پاکستان نے آزاد کشمیر بھارت سے قراردادوں کے ذریعہ نہیں ، بلکہ جہاد کے ذریعہ حاصل کیا تھا مگر اس کے بعد ہمارے حکمرانوں نے جہاد جو کہ عزت کا راستہ ہے ،اس راستے کو چھوڑ کر مذاکرات کا راستہ اختیار کیا ہے اور وہ بار بار بھارت سے مذاکرات کی بھیک مانگ رہے ہیں ، برس ہا برس سے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی سے آس لگائے بیٹھے ہیں کہ وہ اس مسئلہ کو حل کرائے گی ۔انہوں نے کہا کہ اس وقت کشمیر کی صورتحال انتہائی کشیدہ ہے ،ایک ماہ سے مسلسل کرفیو نافذ ہے ، پوری وادی میں بھوک وافلاس نے ڈیرے ڈال رکھے ہیں ، مارکیٹیں ، دفاتر اور تعلیمی ادارے بند ہیں ، اناج اور ادویات کی شدید قلت ہے ۔ یہ جرأت مودی سرکار کو اس وجہ سے ہوئی ہے کہ ہم نے جہاد کا راستہ ترک کر دیا ہے ۔انہوں نے کہا کہ خطہ کی بگڑتی ہوئی صورتحال کے پیش نظر سفارتی سرگرمیوں کو مزید تیز کرنے کی ضرورت ہے ، پاکستان کو چاہیے کہ وہ بھارت کے ساتھ اپنی فضائی حدود بند کرے ۔غیر معمولی صورتحال میں شملہ معاہدہ ختم کیا جائے ،اس معاہدے نے اقوام متحدہ میں کشمیر کی قراردادوں کو غیر مؤثر بنا دیا ہے ۔حکومت ایل او سی پر لگی 450 کلومیٹر کی باڑ کو ختم کرنے کے لیے عملی اقدامات کرے ، آزاد کشمیر کی قانون ساز اسمبلی میں مقبوضہ کشمیر کے نمائندوں کو بھی نمائندگی دی جائے ۔انہوں نے کہا کہ مقبوضہ کشمیر کے عوام بھارتی سنگینوں کے سامنے سینہ تان کر یہ اعلان کر رہے ہیں کہ انہیں بھارت کی غلامی منظور نہیں ہے ، ان حالات میں کشمیر کی آزادی کے لیے حکمران آگے بڑھیں تو پوری قوم ان کے ساتھ ہوگی ، کشمیر کا مسئلہ مذاکرات سے نہیں بلکہ جہاد سے ہی حل ہوگا ، مگر ہمارے حکمران جہاد کے اعلان سے خوفزدہ ہیں ، ان کی نظر مادی وسائل پر ہے مگر ہم نے کبھی بھی جنگیں وسائل کے بل بوتے پر نہیں بلکہ اللہ کی امید اور سہارے پر لڑی ہیں ، ہم جہاد کے راستے پر نکلیں ، پھر دیکھیں کہ کیسے اللہ کی مدد آتی ہے؟ جہاد ہمارا راستہ ہے ، اس کے علاوہ کامیابی کا کوئی راستہ نہیں ہے ۔

اوریا مقبول جان: ہمارے لیے اصل راہنمائی قرآن کریم اور احادیث رسول ﷺ میں ہے ، اگر ہم قرآن وسنت کی روشنی میں ہر چیز کو نہیں پرکھیں گے تو ہم بھٹک جائیں گے اور حقائق سے دور ہو جائیں گے ۔کلام اللہ اور حدیث نبوی ﷺ ہی مینارہ نور اور امید کی کرنیں ہیں ، یہ مایوس نہیں ہونے دیتے ۔قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے دو اقوام کو مسلمانوں کا کھلا دشمن قرار دیا ہے ۔جن میں سے ایک یہود اور دوسرے کھلا شرک کرنے والے ہیں ۔شرک ہر قوم میں تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے کسی کو کھلا شرک نہیں کہا سوائے اس کے جو مشرکین مکہ کر رہے تھے ۔آج دنیا میں مشرکین مکہ سے مماثلت اس لحاظ سے صرف ہندوؤں میں پائی جاتی ہے ۔آج یہودیوں اور ہندوؤں نے قرآن کی اس پیشن گوئی کو سچا ثابت کر دکھایا کہ وہ مسلمانوں کے کھلے دشمن ہوں گے ۔دونوں کی سوچ اور نظریہ ایک جیسا ہے ۔دنیا کے ہر ملک میں یہ قانون ہے کہ جہاں کوئی شخص پیدا ہوتا ہے اس کو وہاں وہی شہری حقوق حاصل ہوتے ہیں جو دوسروں کو حاصل ہوتے ہیں لیکن دنیا میں صرف دو ملک ایسے ہیں جو اس بات کو نہیں مانتے ۔یہودی کہتے ہیں کہ یروشلم صرف ہمارا ہے اور اس میں صرف یہودیوں کو رہنے کا حق ہے ۔ اسی طرح ہندو بھی کہتے ہیں کہ بھارت میں رہنے کا حق صرف ہندوؤں کو ہے ۔جو ہندو بن کر رہنا چاہتا ہے رہے ورنہ اسے ہندوستان سے باہر نکال دو ۔ بھارت میں مولانا آزاد سمیت دیگر لیڈر بھارت کو ماڈرنائز کرنے اور سیکولر سٹیٹ بنانے کی باتیں کر رہے تھے لیکن ہندو انتہا پسند طبقہ نے 1935ء میں کہہ دیا تھا کہ بھارت میں صرف منوسمرتی کا قانون چلے گا ۔قائداعظم پہلے ہندو مسلم اتحاد کے سب سے بڑے داعی تھے لیکن 1935ء میں وہ یہ کہہ کر لندن چلے گئے کہ ہندو ناقابل اصلاح ہے ۔ہندو انتہا پسندوں نے 1929ء میں اعلان کر دیا تھا کہ وہ میلے میں اسلحہ لے کر جائیں گے ۔ہم نے آزادی کے بعد 18 ماہ لگائے یہ قرارداد لانے میں کہ پاکستان کا آئین اسلامی ہوگا جبکہ ہندووں نے آزادی سے ایک ماہ قبل یعنی 7 جولائی 1947ء میں ہی بھارت کا قانون بنانے کے لیے اجلاس بلالیا تھا جس میں ہندو انتہا پسند طبقے کو بھی دعوت دی گئی ۔ لیکن انہوں نے کہا کہ ہم کسی آئین کو نہیں مانتے ہمارا آئین صرف منوسمرتی کا قانون ہوگا ۔ ہندوؤں کا وہی عسکری گروپ 1980ء تک بی جے پی کی شکل میں سامنے آگیا اور پھر اگلے سات سالوں میں بھارت کے سارے انتہا پسند پنڈت اسمبلیوں میں تھے ۔اب مودی نے دوبارہ آ کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ بھارت کا کوئی اور وارث نہیں سوائے ہندوؤں کے ۔ گویا یہود اور ہنود دونوں نے اللہ کے فرمان کو سچا ثابت کر دکھایا ہے کہ یہی مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن ہیں اور اب اللہ کے نبی ﷺ کے اس فرمان کے سچا ثابت ہونے کا وقت قریب آ رہا ہے کہ خراسان سے ایک لشکر جا کر بیت المقدس میں جھنڈے گاڑھے گا اور وہی لشکر غزوۂ ہند میں بھی حصہ لے گا ۔خراسان کا وہ لشکر اللہ کی مدد اور نصرت سے اس وقت فاتح کی حیثیت سے دنیا میں سامنے آ رہا ہے ۔

عبداللہ گل (فرزند جنرل حمید گل مرحوم): کشمیر پاکستان کا حصہ ہے کیونکہ کشمیریوں نے تقسیم ہند کے وقت پاکستان کے ساتھ الحاق کا اظہار کر دیا تھا ۔کشمیر کو واپس لینے کے لیے قوم بھی تیار ہے اور فوج بھی تیار ہے لیکن حکمرانوں کو تیار کرنے کی ضرورت ہے ۔انہوں نے کہا کہ حکمران UNO کی طرف دیکھ رہے ہیں جبکہ UNO نے آج تک مسلمانوں کا کوئی مسئلہ حل نہیں کیا ۔ ہمارے مسائل کا واحد حل جہاد ہے ۔کشمیر کشمیریوں نے آزاد کروانا ہے اور وہ اسے آزاد کروا کر رہیں گے ۔تاریخ شاہد ہے کہ قوموں کو شکست نہیں دی جا سکتی ،کشمیر ہمارے وجود کا حصہ ہے ، جس پر بھارت ناجائز قابض ہے ۔مگر ہم نے 72 سالوں سے کشمیر پر سفارتی اور اخلاقی بنیادوں پر حمایت کی پالیسی اپنائی ہوئی ہے ،سوچنے کی بات یہ ہے کہ اس پالیسی سے اب تک ہمیں کیا کامیابی نصیب ہوئی ہے؟ مقبوضہ کشمیر میں کرفیو لگے آج 28واں دن ہے ، اناج کی شدید قلت ہے ، لوگ بھوک سے نڈھال ہیں ، خواتین

کی عصمت دری کی جا رہی ہے ،نوجوانوں کے سینے چھلنی کیے جا رہے ہیں ،درندہ صفت فوجی پوری وادی میں دندناتے پھر رہے ہیں مگر عالمی برادری خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے۔ یہ مجرمانہ غفلت ہے ،حمیت ختم ہوجائے تو قوم بے آبرو ہوجاتی ہے ۔کشمیر قرارداد مذمت سے نہیں ، بلکہ بھارت کی مرمت سے آزاد ہوگا۔کشمیر بزورِ شمشیر حاصل کرنا ہوگا ، پوری پاکستانی قوم اورافواج پاکستان کشمیر کے لیے اپنے خون کا آخری قطرہ بہانے کے لیے تیار ہے ،افواج پاکستان کا تو نعرہ ہی ایمان ،تقویٰ اور جہاد فی سبیل اللہ کا ہے ،اب فیصلہ سیاسی قیادت نے کرنا ہے ،کشمیر پاکستان کے لیے کتنا اہم ہے؟اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ بانی پاکستان نے کشمیر کو پاکستان کی شہ رگ کہا ہے ،شہ رگ کے بغیر وجود باقی نہیں رہتا،کشمیر ہے پاکستان ، پاکستان ہے کشمیر ،اگر ہم نے کشمیر بھارت کے حوالہ کر دیا تو پاکستان کی سلامتی ختم ہو جائے گی۔

ایوب بیگ مرزا (ناظم نشر واشاعت تنظیم اسلامی):مسئلہ کشمیر کا آخری حل جنگ ہے۔ لیکن موجودہ دور میں جنگ دونوں ملکوں کی تباہی کے مترادف ہوگی لہٰذا جنگ سے پہلے دیگر تمام آپشنز کو اختیار کرنا ضروری ہے ۔اصل کام یہ ہے کہ ہم پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست بنائیں۔ جب ایسا ہو جائے گا تو بھارت اپنی پوری طاقت لگا کر بھی کشمیر پر قبضہ نہیں رکھ سکے گا۔مقبوضہ کشمیر ایک ماہ سے ایک بڑی جیل میں تبدیل ہو چکا ہے ،وادی میں مسلسل کرفیو ہے ،ادویات اور دودھ کی قلت ہے ،بہت کرب کا معاملہ ہے۔دو تین روز کا کرفیو ہی بڑا عذاب ہوتا ہے ،جہاں ایک ماہ سے کرفیو ہو ،اندازہ لگائیں کہ وہاں کے عوام کی کیا کیفیت ہوگی؟ بھارت ہٹلر اور چنگیز خان کے راستے پر گامزن ہے ۔ بھارت کو اسرائیل اور امریکہ کی مکمل پشت پناہی حاصل ہے ۔اسرائیل بھارت کے لیے ایک گائیڈ کا کام کر رہا ہے ، اسرائیل نے جو حربے فلسطین میں استعمال کیے ،وہی حربے آج کشمیر میں آزمائے جا رہے ہیں ،جس سے بھارت کا ستر سالہ سیکولر امیج تباہ ہو کر رہ گیا ہے ۔اندرون بھارت شدید احتجاج جاری ہے ۔کئی ریاستوں نے علیحدگی کا اعلان کر دیا ہے ۔عالمی سطح پر بھارت کے خلاف مسلسل لعن طعن ہو رہی ہے ،بین الاقوامی میڈیا چلا رہا ہے ۔وزیر اعظم پاکستان کے 27 ستمبر کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی سے خطاب پر بھارت پر مزید عالمی دباؤ بڑھے گا۔موجودہ حالات میں پاکستان کے کرنے کے کام یہ ہیں کہ پاکستان بھارت کے خلاف اپنی فضائی حدود بند کرے ، بھارت سے ہر قسم کے تجارتی وسفارتی تعلقات منقطع کیے جائیں اور بھارت سے طے کیے گے تمام معاہدات اس کے منہ پر دے مارے جانے چاہئیں ۔ پاکستان بھارت کے خلاف ہر وقت جنگ کے لیے تیار رہے ،پاکستان کے ہر شہری کو فوجی تربیت دی جانی چاہیے ۔ پاکستان کی بقا واستحکام کے لیے تمام وسائل بروئے کار لائے جائیں مگر بھروسا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پر رہنا چاہیے۔

انہوں نے کہا ہم یہ نعرہ لگاتے ہیں کہ پاکستان کا مطلب کیا لاالٰہ الا اللہ اور مقبوضہ کشمیر سے بھی یہ نعرہ لگتا ہے کہ پاکستان سے رشتہ کیا لاالٰہ الا اللہ ۔مگر کیا پاکستان میں عملاً لاالٰہ الا اللہ کا نظام نظر آتا ہے؟اگر ہم کشمیر کی آزادی کے لیے مخلص ہیں تو ہمارے کرنے کا کام یہ ہے کہ اس رشتہ کو لاالٰہ الا اللہ سے جوڑا جائے اور یہ سب کچھ نعرہ زنی تک محدود نہ رہے بلکہ عملی طور پر بھی ہم اسلام کے نظام عدل اجتماعی کو اپنا لیں۔

❀❀❀

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(29 اگست تا 04 ستمبر 2019ء)

جمعرات (29 اگست) کو صبح 9 بجے ’’دارالاسلام‘‘ (مرکز تنظیم اسلامی) میں مرکزی مجلس عاملہ کے ہفتہ وار اجلاس میں شرکت کی جو ظہر تک جاری رہا۔اسی شام بعد نمازِ عصر تا عشاء طے شدہ شیڈول کے مطابق ’’دارالاسلام‘‘ (مرکز تنظیم اسلامی) میں جاری مبتدی وملتزم تربیتی کورس میں ’’قرار دادِ تاسیس‘‘ کا اجتماعی مطالعہ کرایا اور اس حوالے سے شرکاء کے ساتھ سوال و جواب کا بھرپور سیشن بھی ہوا۔ جمعہ (30 اگست) کو صبح 9:30 بجے قرآن اکیڈمی میں رفیق تنظیم جناب سلمان ایثار کے ہمراہ ایک نوجوان عالم دین جناب ارسلان احمد ملاقات کے لیے تشریف لائے۔ملک کے موجودہ سیاسی حالات پر خیالات کا تبادلہ ہوا۔اس نشست میں مرکزی ناظم نشر واشاعت جناب ایوب بیگ مرزا بھی موجود تھے۔ بعد ازاں امیر محترم نے ضروری دفتری امور نمٹانے کے علاوہ مرکزی شعبہ نشر واشاعت کے ذمہ داران کی مشاورت ومعاونت سے پریس ریلیز مرتب کیا۔ بعد نمازِ جمعہ قرآن اکیڈمی میں جناب سلمان ایثار کے ہمراہ تبلیغی جماعت سے وابستہ اومان کے ایک عالم دین جناب ہلال بن علی سے ملاقات رہی۔اس موقع پر مہمان کو بانی محترمؒ کی بعض اہم تصانیف کے عربی اور انگریزی تراجم بھی ہدیہ کیے گئے۔

ہفتہ (31 اگست) کو صبح 9:30 بجے قرآن اکیڈمی میں مرکزی انجمن خدام القرآن کی مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس میں شرکت کی۔دوپہر 12 بجے ماڈل ٹاؤن کی رہائشی ایک پریشان حال خاتون محترمہ صوبیہ محمود ملاقات کے لیے آئیں اور اپنے بعض ذاتی اور روحانی مسائل کا تذکرہ کیا۔امیر محترم نے انہیں ایک عالم دین سے رابطہ کرنے کا مشورہ دیا۔ اتوار (01 ستمبر) کو صبح 10:30 بجے قرآن آڈیٹوریم میں تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام سیمینار بعنوان ’’مقبوضہ کشمیر کیسے آزاد ہوگا؟‘‘ کی صدارت کی جو ظہر تک جاری رہا۔ پروگرام کے آخر میں امیر محترم نے مہمان مقررین اور شرکاء کا شکریہ ادا کرتے ہوئے موضوع کے حوالے سے اپنے خیالات کا اظہار بھی کیا۔

سوموار (02 ستمبر) کو قرآن اکیڈمی میں معمول کی مصروفیات رہیں۔ منگل (03 ستمبر) کو صبح 10 بجے ’’دارالاسلام‘‘ (مرکز تنظیم اسلامی) میں مرکزی مجلس عاملہ کے ایک خصوصی اجلاس میں شرکت کی۔ قبل از ظہر کوئٹہ کے رفیق جناب شیخ اویس احمد سے ملاقات رہی۔اسی شام بعد نمازِ عصر قرآن اکیڈمی میں چند صحافی حضرات ملاقات کے لیے تشریف لائے اور لاہور پریس کلب میں قرآن حکیم کی تعلیم و تدریس کے لیے ’’اقراء‘‘ کے نام سے ایک انجمن قائم کرنے کے حوالے سے رہنمائی حاصل کی۔اس نشست میں قرآن اکیڈمی کے ناظم شعبہ تحقیق جناب حافظ عاطف وحید بھی موجود تھے۔ بدھ (04 ستمبر) کو قرآن اکیڈمی میں اہم دفتری امور نمٹائے۔ دوپہر 11 تا 12:30 بجے جناب ایوب بیگ مرزا کی مشاورت سے مقبوضہ کشمیر کی موجودہ صورت حال کے حوالے سے تنظیم کی پالیسی سٹیٹمنٹ کو حتمی شکل دی۔ بعد نمازِ ظہر اس پیغام کی ویڈیو ریکارڈنگ کے لیے شعبہ سمع وبصر جانا ہوا۔ بعد نمازِ مغرب قرآن اکیڈمی میں تحریک خلافت پاکستان کی مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس میں شرکت کی۔اس کے متصلاً بعد امیر محترم کی زیر صدارت تحریک خلافت پاکستان کی خلافت کمیٹی کا اجلاس منعقد ہوا۔ (مرتب: محمد خلیق)

Press Release: 02 September 2019

“Seminar on the topic ‘How will Occupied Kashmir be Liberated?’ held under the auspices of Tanzeem-e-Islami.”

(Hafiz Aakif Saeed)

Lahore (PR): A seminar entitled ‘How will Occupied Kashmir be Liberated?’ was held on Sunday, 01 September 2019 under the auspices of Tanzeem-e-Islami at Qur’an Auditorium, New Garden Town, Lahore.

While addressing the seminar, the Ameer of Tanzeem-e-Islami, **Hafiz Aakif Saeed**, said that Occupied Kashmir will be liberated when we will fulfill our promise made with Allah *(SWT)* and establish Islam in our country. Otherwise, he warned, Pakistan would not be able to become a strong and stable state because the Sunnah (Divine Way) of Allah *(SWT)* for Muslims is that He *(SWT)* provides them succor and help only when they become the helpers of the *Deen* of Allah *(SWT)*. Therefore, he concluded by noting, if Pakistan becomes an Islamic Welfare State in genuine terms then not only would Occupied Kashmir become Pakistan but many ‘new states on the semblance of Pakistan’ would be created in the length and breadth of India itself.

While addressing the seminar, the Deputy Ameer of Jamaat-e-Islami, **Dr. Farid Ahmad Piracha**, said Occupied Kashmir will be liberated by Jihad rather than the resolutions of the United Nations (UN). He said that India could well have abrogated articles 370 and 35-A of its constitution at any earlier time, however, back then Jihad was being waged in Occupied Kashmir and bodies of Indian soldiers killed in action were being discovered from jungles. India knew that it would never be able to annex Occupied Kashmir unless and until it took such action (abrogation of articles 370 and 35-A of its constitution). Yet, an ignorant general named Musharraf, while retreating on the Kashmir issue, made the Jihad to halt by force and erected a barbed wire fence on the Line of Control (LoC). He remarked that the nation has always been giving sacrifices, but they were branded as ‘freedom fighters’ by some governments of Pakistan and ‘terrorists’ by others. He concluded by asserting that the only path available to us today, too, is that of Jihad!

While addressing the seminar, the renowned scholar, **Orya Maqbool Jan**, noted that the deeds of the Jews and the Hindus (of today) have affirmed the prophecy of the Holy Qur’an (revealed about 14 centuries ago) that they (Jews and Polytheists) will prove to be the staunchest enemies of the Muslims in the time to come. The ideology and creed of them both are similar in substance and form. Now, he added, the time for the materialization of the prophecy made by the Holy Prophet *(SAAW)* appears to be arriving in the near future that an army will emerge from the region of Khorasan which will firmly establish its flags (standards) in the Holy Land (*Bait al-Maqdis*) and the same army would participate in *Ghazwa-e-Hind*. That army from Khorasan, he concluded by remarking, is emerging before the entire world today as ‘the victors’, with the succor and help of Allah *(SWT)*.

While speaking on the occasion, the son of Late General Hamid Gul, **Mohammad Abdullah Gul**, said that Occupied Kashmir is, in fact, a part of Pakistan because the Kashmiris had expressly chosen for Accession with Pakistan at the time of the partition of the subcontinent. He noted that the entire nation and the armed forces of the country were ready to liberate Occupied Kashmir but it is

required to make the government ready for this cause too. He remarked that our rulers are looking towards the UN for solutions, despite the fact that the UN has not solved even a single problem of the Muslims to date. He concluded by asserting that the sole solution to our problems is Jihad!

While addressing the seminar, the *Markazi leader* of Tanzeem-e-Islami, **Ayub Baig Mirza**, noted that the solution of the Kashmir issue in the last resort is war. However, in this day and age, a war would lead to nothing less than total annihilation of the two countries, hence it is imperative that we exhaust all other options before going to war. He said that in order to liberate and acquire Occupied Kashmir it is necessary that Pakistan becomes strong and stable, which would not be possible until we mould Pakistan into an Islamic Welfare State. He concluded by stating that if that happens, then India would not be able to continue its illegal occupation of Kashmir even by using all its force and might. *Insha Allah*!

Issued by
Ayub Baig Mirza
Markazi Nazim of Press and Publications Section
Tanzeem-e-Islami, Pakistan

Editor's Note: ***This Press Release was issued on Monday 02 September 2019, following the Seminar on the topic "How will Occupied Kashmir be Liberated?" held under the auspices of Tanzeem-e-Islami on Sunday 01 September 2019 at Qur'an Auditorium, New Garden Town, Lahore.***

رفقاء متوجہ ہوں ان شاءاللہ

”قرآن اکیڈمی جھنگ، لالہ زار کالونی نمبر 2، ٹوبہ روڈ جھنگ صدر“ میں

(19 تا 22 ستمبر 2019ء)

(بروز جمعرات نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

مدرسین کورس

(نئے و متوقع مدرسین کے لیے)

کا انعقاد ہو رہا ہے

زیادہ سے زیادہ مدرسین رفقاء اس میں شامل ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0336-6778561، (047) 7630861-63

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: (042)35473375-79

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ ”دارالاسلام مرکز تنظیم اسلامی، 23-کلومیٹر ملتان روڈ (نزد چوہنگ)، لاہور“ میں

19 تا 22 ستمبر 2019ء

(بروز جمعرات نماز عصر تا اتوار نماز ظہر)

مدرسین ریفریشر کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے

زیادہ سے زیادہ مدرسین رفقاء اس میں شامل ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0321-4369865

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: (042)35473375-79

Vol: 28 Regd. No. C.P.L NO.114 No.35

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore